۷۸۶/۹۲

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور سے جاری کردہ

اَنوارُالصُّوفِیَّہ

بنگلور

علم تصوف وعرفان کا

جامع دوماہی رسالہ

بابت ماہ مشترکہ مارچ، اپریل اور مئی، جون 2006ء

مطابق ماہ صفرالمظفر، ربیع الاول، ربیع الاخر

اور

جمادی الاول، جمادی الاخر ۱۴۲۷ھ

جلد 2..........شمارہ نمبر 2

انٹرنیشنل صوفی سنٹر (رجسٹرڈ)

بنگلور

3/28 1st Cross V.R. Puram
Palace Guttahalli, Bangalore 560 003
Karnataka State (India)
Contact: 23444594

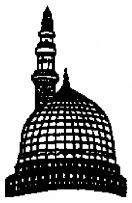

انوارُالصُّوفِیَّہ

بنگلور

فہرست :

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	حمد:	1
۲	نعت شریف :	2
۳	نعت شریف:	3
۴	نعت شریف:	4
۵	غزل:	5
۶	معارف دیوان شمس تبریزؒ:	8
۷	دربیان مرشد:	10
۸	شان نسبت مع اللہ:	11
۹	شان کلام عارفین:	15
۱۰	دربیان شوق سلوک:	16
۱۱	شرائط پیر :	17
۱۲	قرآن کے فرمان سورۂ مدثر :	27
۱۳	کتاب الایمان:	29
۱۴	تذکرۃ الاولیاء:	39
۱۵	درنعت سرور کائناتؐ :	60
۱۶	علم تصوف :	68
۱۷	ایصال ثواب:	86
۱۸	گلستان:	91
۱۹	حدیث شریف:	99
۲۰	گلدستۂ توحیدات:	107

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اَے خدائے من بحقِ مُصطفےٰ ‏ ‏ ‏ ‏ از طفیلِ حُرمتِ آلِ عَبا
روزِ محشر دار با آلِ رسُول ‏ ‏ ‏ ‏ از طفیلِ مقبلاں گرد دقبول

''اے میرے خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اور آل عبا کی عظمت و حرمت و بزرگی کے طفیل میں میرا حشر قیامت کے دن میدان حشر میں آل رسول کے ساتھ ہو۔ یہ میری دُعا اپنے مقبول و مقرب بندوں کے طفیل قبول فرمائیے''۔

یہ دعا ایک عارف کامل حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی کی ہے اور یہ سعادت کوئی معمولی سعادت نہیں۔ جس کو نصیب ہو جائے وہ کامیاب ہے۔

حقیقت میں عارف اور اولیاء اللہ کی زندگی ہمارے لئے قابل تقلید اور نمونہ ہے۔ ان کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

مولانا حسن رضا خان

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشین
آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوا تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدا تیرا

بے نوا مفلس محتاج وگدا کون ۔ کہ میں
صاحب جوُد و کرم وصف ہے کس کا تیرا

آفرین اہل محبت کے دلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک ومولیٰ ہے میں بندا تیرا

اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوب رویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت حفیظ جالندھری

نعت بحضور صاحبؐ تاج و معراجؐ

سلام اے آمنہؓ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

سلام اے ستر وحدت اے سراج بزم ایمانی
زہے یہ عزت افزائی ہے تشریف ارزانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہوگیا پھر فضل ربانی

تری صورت تری سیرت ترا نقشہ ترا جلوہ
تبسم گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی

اگرچہ فقر و فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرد کسرانی و خاقانی

زمین کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی

ترا در ہو مرا سر ہو مرا دل ہو ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

حفیظؔ بے نوا بھی ہے گدائے کوچہ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت شریف

از۔ حضرت سکندر صاحب

جب ان کا کرم ہوجاتا ہے جب ان کی عطا ہوجاتی ہے
آنکھیں بھی منور ہوتی ہیں ، سینہ پہ جلا ہوجاتی ہے
ہستی جونبی کی الفت میں واللہ فدا ہو جاتی ہے
محبوبِ خدا کے صدقے میں محبوبِ خدا ہو جاتی ہے
دکھ درد ہو کوئی دنیاوی یاخوف لحد ہو عاصی کو
اے صّلِ علی ان کی رحمت ، ہرغم کی دوا ہوجاتی ہے
ہے نام محمدصّلِ علیٰ خوشنودیءِ خالق کاذریعہ
جوان کے وسیلے سے مانگو ۔ مقبول دعا ہوجاتی ہے
قبضے میں خدائی ہے ان کے مختار ہیں ساری نعمت کے
دربارِ رسولِ اکرم سے، ہرچیز عطاہوجاتی ہے
محبوب کے ذکر نوری سے اللہ سے نسبت ہوتی ہے
جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے نسبت بھی سوا ہوجاتی ہے
ہوگنبد خضرا پیشِ نظر ۔ آنکھوں میں سکندر آنسوں ہوں
پھر سایہ فگن اس کے سرپر رحمت کی گھٹاہوجاتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت شریف

بیدلؔ

سلاموں کے تحفے، درودوں کی ڈالی ادب سے لگانے کی کوشش کریں گے
رہے ہوش قائم درِ مصطفیٰ پر۔ تو نعتیں سنانے کی کوشش کریں گے
فسردہ ہیں جذبات عشق ومحبت، انہیں گدگدانے کی کوشش کریں گے
مقدر ذرا سے لے تو جائے مدینے، وہاں سے نہ آنے کی کوشش کریں گے
بنے ان کے قدموں میں مدفن ہمارا۔ اجل کو منانے کی کی کوشش کریں گے

حضور شہنشاہِ بطحیٰ میں جاکر، غمِ دل سنانے کی کوشش کریں گے
قدومِ مبارک پہ سجدوں کی دنیائی اک بسانے کی کوشش کریں گے
سیہ بختیوں کو تجلّی سے ان کی۔ منور بنانے کی کوشش کریں گے
خطاؤں پہ اپنی پشیمانیوں کو، نظر میں سجانے کی کوشش کریں گے
ندامت کے آنسو پہ رحمت کو ان کی۔ مچل کر لبھانے کی کوشش کریں گے

لپٹ کر مدینے کے شام وسحر سے۔ لپٹ کر مدینے کی دلکش فضا سے
لپٹ کر کبھی گلستاں مین گلوں سے، لپٹ کر کبھی روح افزا ہوا سے
لپٹ کر کبھی بابِ رحمت سے بیدلؔ، کبھی آستانِ حبیب خدا سے
لپٹ کر کبھی خوشنما جالیوں سے۔ لپٹ کر کبھی روضہ مصطفیٰ سے
انہیں داستاں اپنی اور زخمِ دل ہم سنانے دکھانے کی کوشش کریں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غــزل

از:
حضرت حافظ شیرازیؒ

اے فروغِ ماہِ حسن ازروئے رخشانِ شما
آبروئے خوبی ازچاہِ زنخدانِ شما

اے وہ کہ حسن کے چاند کی رونق تمہارے روئے روشن سے ہے
خوبصورتی کی آبرو تمہاری تھوڑی کے گڑھے سے ہے

عزم دیدار ِتوداردجانِ برلب آمدہ
بازگردد یا برآید چست فرمانِ شما

ہونٹوں پر آئی ہوئی جان تمہارے دیدار کا ارادہ رکھتی ہے
تمہارا کیا حکم ہے؟ وہ نکل آئے یا لوٹ جائے

کے دہد دست ایں غرض یارب کہ ہمدستاں شوند
خاطرِ مجموعِ مازلفِ پریشانِ شما

اے خدا یہ مقصد کب حاصل ہوگا کہ اکٹھے ہو جائیں
ہمارا مطمئن دل اور تمہاری پریشان زلف

کس بدور نرگست طرفے نبست از عافیت
بہ کہ بفروشند مستوری بمستان شما

تمہاری نرگس کے دور میں کسی کو چین نصیب نہ ہوا
بہتر یہی ہے کہ پارسائی تمہارے مستوں کے ہاتھ بیچ دیں

بختِ خواب آلودِ ما بیدار خواہد شد مگر
زآنکہ زد بردیدہ آبے روئے رخشانِ شما

شاید ہمارا سویا ہوا نصیب جاگ اٹھے
اس لئے کہ تمہارے روئے روشن نے آنکھوں پر پانی چھڑک دیا

باصبا ہمراہ بفرست ازرخت گلدستہ
بوکہ بوئے بشنویم ازخاکِ بستانِ شما

اپنے رخ کا ایک گلدستہ صبا کے ساتھ بھیج دو
شاید تمہارے باغ کی خاک کی ہم خوشبو سونگھ سکیں

دل خرابی می کند دلدار را آگہ کنید
زینہار اے دوستاں جانِ من وجانِ شما

دل خرابی پیدا کر رہا ہے، محبوب کو آگاہ کر دو
ضرور، اے دوستو! تمہیں میری اور تمہاری جان کی قسم

عمرتاں باد اوررازاے ساقیان بزم جم
گرچہ جامِ مانشد پرمے بدن درانِ شما

جمشید کی محفل کے ساقیو تمہاری عمر دراز ہو
اگرچہ تمہارے دور میں ہمارا پیالیہ شراب سے پُر نہیں ہوا ہے

اے صبا با ساکنانِ شہر یزد ازما بگو
کاے سرِحق ناشناساں گوئے میدانِ شما

اے صبا یزید کے ساکنوں کو ہمارے جانب سے کہہ دے
کہ اے حق ناشناسوں کا سر تمہارے میدان کی گیند ہے

گرچہ دوریم از بساطِ قرب ہمت دور نیست

بندۂ شاہِ شمائیم و ثنا خوانِ شما

اگرچہ قرب کی بساط سے ہم دور ہیں تو جہ دور نہیں

ہم تمہارے بادشاہ کے غلام اور تمہارے مداح ہیں

دور دار از خاک وخوں دامن چو بر ما بگذری

کاندریں رہ کشتہ بسیارند قربانِ شما

جب ہم پر سے گذرو دامن کو خاک و خون سے دور رکھو

اس لئے کہ اس راستہ میں تم پر قربان مقتول بہت ہیں

اے شہنشاہِ بلند اختر خدا را ہمتے

تا ببوسم ہمچو گردوں خاکِ ایوانِ شما

اے بلند اختر بادشاہ، خدا کے لئے توجہ کیجئے

تا کہ آسمان کی طرح تمہارے محل کی خاک کو بوسہ دوں

می کند حافظ دعائے بشنو آمینے بگو

حافظ دعا کرتا ہے، سنو اور آمین کہو

روزئ ما باد لعلِ شکر افشانِ شما

تمہارا شکر بکھیرنے والا ہونٹ، ہماری روزی ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معارف دیوان شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

اقتباس وانتخاب مع ترجمہ وتشریح

از۔حضرت مولانا حکیم اختر صاحب

دربیان مجاہدات

بسوزانیم سودا وجنوں را
درآشامیم ہردم موجِ خوں را

ترجمہ:۔دیوانگی اور جنون عشق کو ہم سوز اور وارفتگی عطا کرتے ہیں اور راہ سلوک میں ہر لمحہ موج خوں پیتے ہیں۔ از: جناب اکبر وارثی صاحب

تشریح۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق حق کی روح کو عالم غیب سے جو نفحات کرم عطا ہوتے ہیں اور محبوب حقیقی سے جو خوشبو ان کی روح کو عالم غیب سے عطا ہوتی ہے وہ اس قدر مست وسرشار کرتی ہے کہ خود سودا (دیوانگی) جنوں (محبت) جو عام طور عشاق کو وارفتہ اور سوختہ کنندہ ہے وہ ان اللہ کے پرواتوں کی مضطر جانوں سے سوختہ ہونے لگتی ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم ایسے دیوانے ہیں کہ خود سودا اور جنوں کو اپنی آتش محبت سے جلاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے عشاق اور مجاز پرست تو اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں اور عاشقان حق اپنی مرضی اور خواہش کو حق تعالیٰ کی مرضی اور خواہش کے تابع رکھنے اور نفس کو خون آرزو پلانے میں ہر وقت مجاہدات اور دل پر جو غم برداشت کرتے ہیں اس

کے تحمل سے زمین و آسمان بھی کانپتے ہیں اور اس حالت میں ان کی دعا کا مقام نہ پوچھئے۔

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہ کرم انداز
نشان دل بتایا مجھ کو تیرے درد پنہاں نے

مگر مجاہدہ کے اس دریائے خون سے عبور پر ان کے قلب کو انعام قرب بھی ایسا ملتا ہے جس کی لذت کے لئے لغت کے الفاظ قاصر اور عاجز ہوتے ہیں۔

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے — جو تجلی دل تباہ میں ہے

بوئے آں دلبر چو پرّاں می شود
ایں زباں ہا جملہ حیراں می شود

اس محبوب حقیقی کی خوشبو جب اڑ کر عرش اعظم سے عاشقین حق کی جانوں تک پہنچتی ہے تو اس وقت اس کی لذت کو بیان کرنے کے لئے تمام زبانیں محو حیرت ہو جاتی ہیں

جو دل پر ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں — تو دل کو بہ از جام جم دیکھتے ہیں

اس شرح کی تائید مولانا کے اس مصرے سے بھی ہوتی ہے۔

بادہ از ماست نے کہ ما ازو

(ترجمہ) بادہ مجھ سے مست ہے نہ کہ میں اس سے، اور اس مصرعہ سے بھی

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست

(ترجمہ) مولانا رومی فرماتے ہیں کہ بادہ عشق اپنے جوش و مستی میں میرے جوش عشق کا غلام و گدا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در بیان مرشد

شعــــــر ۲

دیدم زدو رشمس دیں را ۔۔۔ شاہ تبریز فخر دیں را
آں چشم وچراغ آسماں را ۔۔۔ واں زندہ کنندہ زمیں را

ترجمہ (۲) ہم نے دیکھا اپنے شمس الدینؒ مرشد کو شاہ تبریز ہیں اور فخر دین ہیں

ترجمہ (۳) وہ آسمان دین کے چشم و چراغ ہیں اور زمین دین کے زندہ کرنے والے ہیں

تشریح۔ (۲) معلوم ہوتا ہے مولانا نے اپنے مرشد کو کہیں دور سے دیکھا اور بے تابانہ فرط محبت سے یہ اشعار ہوگئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت شمس الدین کو دیکھا اور وہ شاہ تبریز ہیں اور فخر دین ہیں (یہ کلمات محبت وعقیدت سے ناشی ہیں)

تشریح (۳) وہ شریعت وطریقت کے آسمان کے چشم و چراغ ہیں اور زمین کے زندہ کرنے والے ہیں یعنی اللہ والوں کی طاعت کا نور آسمان اور زمین کو منور اور زندہ کرتا ہے اور جب یہ نہ ہوں گے قیامت آجاوے گی، پس بقائے عالم کے یہ حضرات موقوف علیہ اور اساس وستون ہیں

فائدہ ۔ان اشعار سے شیخ کے ساتھ محبت اور عقیدت کی تعلیم ملتی ہے مگر بقول شخصے کہ کسی نے پوچھا ہلدی کے کیا دام ہیں کسی نے جواب دیا کہ جس قدر چوٹ میں درد ہو پس اللہ والوں کی قدر بھی انہیں کو ہوتی ہے جن کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی طلب کا درد ہوتا ہے۔

”شان نسبت مع اللہ“

شعـــر (۴)

کنارے ندارد بیابان ما　　　قرارے ندارد دل وجان ما
صلاح حق ودیں نمایدترا　　　جمال شہنشاہ سلطان ما

ترجمہ وتشریح ۔شعر۴۔ ہمارا بیاباں (مراد جولانگہ عشق ومحبت ومعرفت ہے) کنارہ نہیں رکھتا جیسا کہ خواجہ صاحب نے فرمایا

عجب کیا گر مجھے عالم بایں وسعت بھی زنداں تھا
میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں تھا　(مجذوب)

اور ہمارے دل وجان طلب اور وصول حق میں بے قرار رہتے ہیں اور یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق اپنے آخری وصایا میں فرماتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کے لئے ہر وقت بے چین رہے۔

احقر اختر عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ بے چینی صرف اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول اور محبوب بندوں کی صحبت وتعلق سے عطا ہوتی ہے جن کو قلوب حق تعالیٰ کے لئے بے چین ہیں انہیں کے پاس بیٹھنے سے یہ نعمت ہاتھ لگتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شے کے لئے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن عارفین کے قلوب ہیں

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کردے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

اور یہ کہنا کہ اب اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں مسلمانی در کتاب اور مسلمانان در گور تو یہ محض شیطانی دھوکہ ہے، جس دن اللہ والے نہوں گے تو یہ زمین وآسمان بھی نہ ہوں گے۔

قیامت تک اہل اللہ پیدا ہوتے رہیں گے، ہاں ان کی پہچان سب کو نہیں ہوتی اپنے ماحول کے نیک بندوں سے معلوم کرنے سے ان کا پتہ چل جائے گا۔ جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آخرت کی فکر پیدا ہو دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اخلاق واعمال کی درستی ہونے لگے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ والا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس کی صحبت میں دس آدمی بیٹھتے ہوں تو ان میں اگر ۵ یا ۶ آدمی بھی نیک بن گئے تو سمجھ لو کہ یہ صاحب برکت ہے۔ اللہ والا ہے۔

ترجمہ وتشریح ۔شعر۵۔حضرت سلطان صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مخلص اور خاص دوست تھے حضرت صلاح الدینؒ پہلے سونے کا ورق بنایا کرتے تھے۔ مولانا رومی کا ان کی دوکان سے گذر ہوا سونے کا ورق کوٹنے کی آواز نے مولانا پر حال طاری کر دیا۔ مولانا کو جب غشی سے افاقہ ہوا تو حضرت صلاح الدین کے قلب کی دنیا بدل چکی تھی، عرض کیا کہ اب مجھے اپنی ہمراہی میں قبول فرمایئے۔

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا میرے دل میں (مجذوبؒ)

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تو نے جہاں بدلدیا آکے مری نگاہ میں (اصغر)

کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس وقمر
گرا کے بجلی مرا نشیمن جلا کے اپنا بنالیا ہے (اختر)

مولانا کی صحبت سے حضرت صلاح الدین کو وہ فیض ملا کہ اکابر اولیاء سے ان کا شمار ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت تو اہل دل کی صحبت ہی سے ملتی ہے۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

امرود سے محبت ہے تو امرود والوں سے ملنا ہی پڑے گا

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
(اکبر)

افسوس کہ اس زمانے میں ہم کو بری صحبت جلد مل جاتی ہے اور اچھی صحبت کے لئے ہم کو تلاش نہیں ہوتی تو یہ دولت لازوال کیسے ہاتھ لگے

صرصر اگر کلیوں سے کہے کھل جا چمن میں
اس حکم کی تعمیل میں کیا ہوں گی شگفتہ
ہاں چھیڑ دے گر ان کو کبھی بادِ سحر تو
پھر کھل کے وہ خوشبو کو لٹا دیں گی چمن میں
(اختر)

جو تعلق کلی اور بادِ نسیم کا ہے وہی ہماری روح اور صحبت خاصان حق کا ہے۔ اللہ والوں پر حق تعالیٰ کی طرف سے وہ ہوائیں آتی ہیں جو ان کو بھی اور ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی ہدایت کے نور سے منور کرتی ہیں۔ بدون بادِ نسیم یہ کلیاں باخوشبو ہوتے ہوئے بے خوشبو ہیں کیونکہ ان کی سیل بادِ نسیم ہی توڑتی ہے اسی طرح ہماری روحوں کی کلیوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی جو خوشبو ہے اس کی سیل صرف اللہ والوں کی صحبت سے ٹوٹتی ہے اور پھر یہ خود بھی خوشبو دار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی خوشبو دار کرتا ہے۔ ان کی برکت کی صحبت سے دوسرے لوگ بھی اللہ والے بننے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ سلف سے خلف تک منتقل ہوتا قیامت تک چلا جا رہا ہے۔ علامہ شبلیؒ کا شعر ہے۔

بوئے گل سے یہ نسیم سحری کہتی ہے   حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

جس طرح حجرۂ غنچہ سے نسیم سحری بوئے گل کو لے کر اڑ جاتی ہے، اسی طرح ہمارے دل کے

گوشوں میں اللہ کی محبت کا جو درد پنہاں ہے اللہ والوں کی صحبت اس کو لے کر اڑ جاتی ہے اور وہ درد پنہاں ظاہر ہوتا ہے اور اگر بغیر نسیم سحری کے کوئی اپنی انگلیوں سے کلی کو کھول دے تو خوشبو اجاگر نہیں ہوگی، اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی بجائے اپنے دل کی سیل کسی غیر فطری طریقہ سے تڑواؤ گے تو اللہ کی محبت کی خوشبو ظاہر نہ ہوگی اور ہماری جانوں کی کلیاں محبت کی صلاحیتیں اپنے اندر لئے ہوئے فنا ہو جائیں گی۔

اللہ والوں کے پاس زبان نہ بنے کان بنے اور اتباع کرے۔ان کی صحبت کے تین حقوق ہیں

شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد
اطلاع واتباع وانقیاد
(مجذوب)

اپنی حالت بیان کرنا۔ پھر ان کے مشوروں پر عمل کرنا اور اپنی خود رائی سے باز رہنا۔

راہبر تو بس بنادیتا ہے راہ — راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھکو مرشد لے چلے گا دوش پر — یہ ترا رہرو خیال خام ہے
(مجذوب)

کامیابی تو کام سے ہوگی — نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی — فکر کے اہتمام سے ہوگی

الغرض حضرت صلاح الدین مولانا رومی کی چند روزہ صحبت میں ایسے بافیض اور ایسی دولت باطنی سے مالا مال ہوئے کہ ان کی تعریف میں مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت صلاح الدین اپنی معیت اور صحبت اور ارشادات کے انوار میں ہم کو حق تعالیٰ شانہ کا جمال (تجلیات معرفت) دکھا رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شان کلام عارفین

شعـــر۶

بس کن کہ ہیچ گردودنیا براہل دنیا
گربشنوند ناگہ ایں گفتگوئے مارا

ترجمہ وتشریح۔فرماتے ہیں کہ معرفت ومحبت حق کی گفتگوکوفی الحال اتناہی رہنے دو ورنہ اگراہل دنیایہ ہماری گفتگوسن لیں گےتوان کوجس دنیاپرفخرونازہےوہ دنیاان کےاوپرحقیراور بےقدرہوجاوےگی۔

جب مہرنمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے
(مجذوب)

جمال اس کا چھپائے گی کیابہارچمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کو بوئے پیراہن
(اصغر)

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے توساری بہاروں پہ چھاگئے
(جگر)

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھاگیا

گراکے بجلی مرانشیمن جلاکے اپنا بنالیا ہے
غموں کے پھولوں سے میرے دل کوبرائے مسکن سجالیا ہے
(اختر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دربیان شوق سلوک

شعر۷ دہلِ بزیر گلیم اے پسر نشاید زد
علم بزن چودلیراں میانۂ صحرا

ترجمہ وتشریح ۔اے لڑکے اپنے کمبل کے اندر اپنی بہادری کا ڈھول نہ پیٹنا چاہیے جھنڈا اپنی شجاعت کا لہرادے دلیروں کے مانند میدان میں۔مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے دینی رنگ کو مخفی رکھتے ہیں اور شرم وخوف مخلوق سے کھاتے ہیں حالانکہ انہیں اظہار حق میں اس طرح رہنا چاہیے۔

پیش نظر تو مرضی جانا نہ چاہیے
سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے
(مجذوب)

لایخافون لومتہ لائم الایۃ ۔حق تعالیٰ شانہ نے اپنے خاص بندوں کی یہی نشانی بیان فرمائی ہے کہ وہ نہیں ڈرتے ہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے

شعر۸ اگر در آئی تو در درس شمس تبریزی
بود نتیجہ تحصیل ہر بقات فنا

ترجمہ وتشریح ۔مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے مرشد حضرت شمس تبریزی کے درس علم ومعرفت ومحبت میں شرکت کروگے تو تم کو اس وقت اپنے جن صفات پر ناز وفخر ہے صحیح نور علم عطا ہونے کے بعد مستعارِ حق سمجھ کر ان پر شکر کے ساتھ نیاز وفنائیت وعبدیت اختیار کروگے۔مطلب یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے تکبر اور نخوت قلب سے نکل جاتی ہے۔جس سے دل نورانی ہوجاتا ہے۔پھر یہ دل اللہ تعالیٰ کے تعلق خاص کے قابل ہوجاتا ہے۔برعکس متکبر شیطان کا خاص قرین ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرایت پیر

از: میر سید عبدالواحد بلگرامی

مریدی کیا ہے اپنے گناہوں سے توبہ اوراپنی کوتاہیوں کی عذر خواہی کرنا، مریدی ایک معاملہ ہے توبہ کرنے اور بری باتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا۔ چونکہ بغیر توبہ کے دین بھی نقصان میں اور بے رونق رہتا ہے۔ لہٰذا مریدی بے حد ضروری اور ہر شخص پر لازم ہے۔ مریدی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عہد و پیمان کی بیعت ہے نہ کہ ان جاہلوں اور فضول لوگوں کی تراشی ہوئی باتیں۔ حضور سے سب سے پہلے چار اصحاب نے بیعت کی اس کے بعد آپ کے اور اصحاب نے۔ عورتوں نے بھی حضور سے دل سے بیعت کی اس لئے کہ آیہ بایعھن نازل ہوئی۔ اس وقت سے لے کر ہمارے زمانہ تک برابر جاری اور دنیا کے ہر گوشتہ میں پہنچی ہوئی ہے۔ اس کی ضرورت اول آخر میں ہے اور اس کی فرضیت ہر خاص اور عام پر۔ اس راستہ میں استغفار اور توبہ فرض ہے کہ آیت شریف توبوالی اللہ کا حکم ہے، اس آیت کریمہ میں جمیعا بھی فرمایا گیا ہے، اس لئے ہر شخص پر گناہوں سے توبہ کرنا لازم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ استغفار کرتے اور دن میں ستر مرتبہ اس کی تکرار فرماتے توبہ کا وجوب تو ہر خاص اور عام پر ہے لیکن اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے فرق ہے، اے دوست تو خود توبہ نہیں کرسکتا۔ اپنے نفس کو کسی صاحب توبہ کے سپرد کردے تو توبہ کی صحت کی سند رکھتا ہو اور توبہ کے راستے میں ترقی کرتا جارہا ہو۔ جو خاص اور عام کا مقام بھی پہچانتا ہو اور ہر مقام پر توبہ کی ایک بنیاد بھی رکھتا جاتا ہو۔ اگر تیرا کوئی پیر نہیں ہے تو شیطان تیرا پیر ہے۔ جو دین کے راستوں میں دھوکے اور چالوں سے ڈاکہ ڈالتا ہے۔ بغیر پیر کے مرجانا مردار موت

کے مانند ہے۔اپناوسیلہ آیہ وابتــغــو کے ماتحت تلاش کراور جاننے والوں سے پوچھ اور فــاسـئلوا (الایۃ) کو پڑھ ہمارا سرتاپاوجود گناہ ہے اور مرید ہو جانا ہر گناہ کے لئے پناہ گاہ۔ مریدی دین اور ایمان کی چار دیواری ہے اور ہر مرد مسلمان کو اپنے دین کی فکر رہتی ہے۔

خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو پہلی بیعت میں تہی دامنی اور ہر مراد سے دامن کشی کی تلقین کی۔اور فرمایا کہ **فَلَا وَرَبِّكَ لَايُــؤْمِـنُــوْنَ الاية** ۔یعنی ان کا ایمان اس وقت کامل ہوگا جبکہ اے محبوب وہ تمہیں اپنا حکم بنالیں اور پھر تم انہیں جو حکم دو اس سے وہ اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور تمہارے حکم کو بلا چوں و چرا تسلیم کرلیں ۔ چنانچہ جب صحابہ کرام نے اپنے ارادہ اور خواہش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے حضور ترک کر دیا اور اپنی تمام تمناوں کو ٹھکرادیا تو دین میں کمال اور نعمت وسعادت میں تمامیت حاصل کرلی۔اور ارشاد ربانی کہ **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الآية** ۔یعنی آج میں نے تمہارے دین کو اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمالیا، اس پر صراحۃ دلالت کرتا ہے۔اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس کمال پر مکمل پایا تو دوسروں کو ان کی پیروی اور بیعت کا حکم دیا اور فرمایا **اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُم** کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کروگے راہ پاؤگے۔اس کے بعد تمام تابعین اور تبع تابعین کی کہ اس امت کے علماء ہیں تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ **عُلَمَاءُ اُمَّتِى كَاَنْبِيَاءِ بَنِى اِسْرَائِيْل** ۔میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ** ۔علماء انبیاء کے وارث ہیں تا کہ تمام امتی ان کی پیروی اور بیعت میں آجائیں اور ان کی یہ بیعت اخروی سعادتوں اور اس جہاں کی نجات اور ترقی درجات کا وسیلہ بن جائے۔ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔تو پیری کی بنیادی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔دوسری شرط یہ ہے کہ پیر شریعت کے حقوق کی ادائیگی میں پیچھے رہ جانے والا اور سستی برتنے والا نہ ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے اہل سنت و جماعت کے موافق درست ہوں۔ لہٰذا پیری اور مریدی کی جو رسم ابھی باقی ہے، ان تینوں شرطوں کے بغیر درست ہی نہیں ہوسکتی۔ اب ان تینوں شرطوں کی میں مختصر وضاحت کرتا ہوں۔

پہلی شرط کہ پیر کا مسلک صحیح ہو اس کی توضیح یہ ہے کہ سچے مرید کو صحیح سلسلہ تلاش کرنا چاہئے کہ اکثر جگہ خلط اور خبط ہوگیا ہے۔ قطعہ

اے پسر شرط صحت بیعت — در طریقت، اجازت سلف ست

بدغل سکہ بہرہ مزن — کاں رہ کاسدان ناخلف ست

اے بیٹے بیعت صحیح ہونے کی شرط طریقت میں سلف کی اجازت ہے دھوکے سے کھوٹے سکوں کو مت چلاؤ اس لئے کہ یہ ناخلف اور بگڑے ہوئے لوگوں کا راستہ ہے۔

پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر عالم و عامل ہو جملہ عبادات کا۔ فرائض اور واجبات اور سنتوں اور نفلوں اور مستحبات کا، اور ان احکام کی پابندی میں کوتاہ اور سست نہ ہو، ہر وضو کے لئے مسواک کرے۔ داڑھی میں کنگھا کرے کہ یہ دونوں سنتیں ہیں۔ پانچوں نمازیں، اذان اقامت اور جماعت کے ساتھ ادا کرے تعدیل ارکان کا خیال رکھے اور اسی قسم کی دوسری باتیں نگاہ میں رکھے اور اگر وہ ان عبادتوں کا عالم نہ ہوگا تو ان پر عمل نہ کرسکے گا تو حد شرع سے گر جائے گا۔ لہٰذا پیر نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ جو شخص حقیقت کے مقام سے گر جاتا ہے وہ طریقت پر آکر رک جاتا ہے اور جو طریقت سے گرتا ہے شریعت پر ٹھہر جاتا ہے اور جو شریعت سے گرا گمراہ ہوا اور گمراہ شخص پیر بننے کے لائق نہیں۔

پیری کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں، مذہب اہل سنت و جماعت کے موافق اور وہ متصب پکا سنی ہو، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہتر فرقوں میں سے ایک کو ناجی فرمایا ہے اور بہتر فرقوں سے دوری اور پرہیز کا حکم فرمایا ہے اور وہ نجات پانے والا گروہ وہی ہے جو قرآن حدیث اور صحابہ کرام کے طریقوں پر کاربند ہے۔

یہی تینوں ہیں بس اصل شریعت۔ کتاب وسنت واجماع امت، قیاس راسخون العلم برحق، انہیں تینوں سے ہے بے شبہ ملحق۔ تو گر ان سے قدم باہر رکھے گا۔ تو راہ دین سے باہر گرے گا۔

تو مرید جب پیر میں یہ تینوں شرطیں پائے اس کا مرید ہو جائے کہ جائز اور مستحسن ہے اور اگر پیر میں ان تینوں شرطوں میں سے ایک بھی کم ہو تو اس سے بیعت جائز نہیں۔ اور اگر کسی نے غلطی سے اس سے بیعت کرلی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ اس بیعت کو توڑ دے۔ (اور طریقت کی طرف آئیں تو) طریقت میں پیری کی شرطیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے بعض ہم لکھتے ہیں۔ پہلی شرط اکل حلال ہے۔ پیر کو اکل حلال میں احتیاط کلی برتنا چاہئے۔ ہرگز ہرگز کوئی ایسا لقمہ جو غیر حلال طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو یا مشتبہ ہو اس کے پاس نہ پھٹکے اس لئے کہ **کل لحم بنت من الحرام فالنار اولی به.** ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہوا دوزخ ہی کے لئے مناسب ہے۔ دوسری شرط صدق مقال سچا بول ہے۔ پیر کو چاہئے کہ ہرگز جھوٹ غیبت اور فحش زبان پر نہ لائے کہ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

تیسری شرط: دنیا کی حرص، اس کی لذتیں، اس کی خواہش ترک کر دینا اور مخلوق کے اس کی جانب رجوع اور قبولیت پر کوئی توجہ نہ دینا ہے، اگر مالدار اور تمام دنیا دار اس کی طرف رجوع کریں۔ تو پیر پر واجب ہے کہ کسی رغبت اور دل کا میلان اس سے ظاہر نہ ہو۔ اور ان کے مابین قبولیت کی وجہ سے پیر میں کوئی غرور اور گھمنڈ نہ اس کے ظاہر میں آنے پائے اور نہ باطن میں۔

چوتھی شرط: مال کا نہ جمع کرنا ہے، اگر اسے کثرت سے فتوحات اور نذرانے میسر ہوں تو چاہئے کہ (ان سے حاصل شدہ سب مال) راہ خدا میں خرچ کر دے، انہیں سمیٹ کر نہ رکھے۔

پانچویں شرط: اچھی خصلتیں اور مخلوق کی خیر خواہی ہے۔ پیر کو چاہئے کہ مخلوق کو ایذا رسانی اور رنج دہی سے دور رہے اور ترش رو اور بد اخلاق نہ بنے اس لئے کہ جو شخص لوگوں

کو آزار پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بیزار رہتا ہے۔

چھٹی شرط: یہ ہے کہ اپنے آپ کو عزت کی نظر سے کبھی نہ دیکھے اور خود بینی اور خودنمائی کی صفت کو صدق اور اخلاص کے مقام پر اتار دے (یعنی ان کی بجائے صدق واخلاص حاصل کرے)۔

ساتویں شرط: یہ ہے کہ مرید بنانے پر حریص نہ ہو اگر کوئی شخص سچے دل سے اس کی طرف رجوع لائے اسے بیعت کرے ورنہ فراغ خاطری سے خدائے برتر کی عبادت میں مشغول رہے اور اپنے عزیز وقت کو کہ عمر کی پونجی ہے برباد نہ کرے۔

آٹھویں شرط: مخلوق کی زیادتیوں کو برداشت کرنا اور لوگوں سے جو تکلیف پہنچے اس پر رضائے الٰہی کا جامہ ہے تو جو شخص اس خرقہ کو پاکر اپنی نامرادیوں کو برداشت نہ کرے وہ محض فقر کا مدعی ہے اور خرقہ اس پر حرام ہے۔

نویں شرط: گناہوں اور نافرمانیوں کو یکسر چھوڑ دینا ہے۔ پیر کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالاتا اور اس کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنا اپنے اوپر نہایت اہتمام سے لازم کرے۔

دسویں شرط: یہ ہے کہ کشف اور کرامتوں کا متوالا نہ ہو بلکہ استقامت کا شیدائی ہو اس لئے کہ خلاف عادت امور اور کشف تو بے دینوں سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ **الاستقامة فوق لکرامة** "حق پر ثابت قدم رہنا، کرامت سے بڑھ کر ہے"

یاد رکھنا چاہئے کہ وہ پہلی تین شرطیں ان دس شرطوں میں داخل ہیں، البتہ پیری کی شرطیں بے شمار ہیں۔ صرف وہی شرطیں جن کو ہم نے بیان کیا ان میں انحصار نہیں ہے۔

تو اب طالب صادق پیر کو جب ان شرطوں سے موصوف پائے تو اس کے ساتھ اپنی انابت کا پیوند اس کے ساتھ سچی عقیدت اور حسن اعتقاد سے ملا دے۔ مرید کی سچی عقیدت اور حسن اعتقاد جس قدر زیادہ ہوتا ہے، اس کے کام دنیا اور دین میں اتنے ہی بنتے رہتے ہیں اس لئے کہ پیر پرست خدا پرست ہوتا ہے۔

پیرانِ طریقت نے ثبوتِ بیعت اوراس دینی اخوت کے لئے دونشانیاں مقرر کی ہیں۔ ایک تو کاغذی جس پر وہ اپنے پیروں کے نام لکھتے ہیں اوراس کوشجرہ کہتے ہیں۔اس لئے کہ شاخ درشاخ ہونے میں درخت کے نیچے بیعت واقع ہے، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت واقع ہوئی تھی **اذیبایعونك تحت الشجرة** ،اسی طرح مریدوں کی اپنے پیروں کے ساتھ بیعت اس درخت کے نیچےواقع ہوتی ہےاس کولکھ کر مریدوں کودے دیتے ہیں۔دوسری علامت ٹوپی ہے۔مخدوم شیخ فرید گنج شکر قدس اللہ روحہ کے ملفوظات میں ہے کہ کلاہ اصل میں حضرت حق جل وعلا کی جانب سے ہے، حضرت جبریل علیہ السلام بہشت سے چار ٹوپیاں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یک ترکی، دوترکی، سہ ترکی، چہارترکی ایک گوشہ دوگوشہ، تین گوشہ، اور چار گوشہ والی، اورعرض کیا کہ فرمان الٰہی یہ ہے کہ آپ یہ چاروں ٹوپیاں سرمبارک پر رکھیں۔ پھر جسے چاہیں عطا فرمادیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چاروں ٹوپیاں سراقدس پر رکھیں۔اس کے بعد کلاہ یک ترکی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کوعنایت فرمائی اورارشاد کیا کہ یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو دو، اورکلاہ دوترکی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھی اورفرمایا یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو بخش دواورکلاہ سہ ترکی کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھی اورفرمایا یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے چاہو سونپ دواورکلاہ چہارترکی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سرمبارک پر رکھی اورفرمایا یہ تمہاری ٹوپی ہے جسے اس کے لائق دیکھواورجواس کا حق اداکرسکےاسے عطا کردو، مجھے یہ فرمان تھا کہ کلاہ چارترکی تمہیں پہناؤں۔

کلاہ کوانابت اوربیعت کی علامت اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ یہ سر کا لباس ہے اور سر تمام اعضا اورجواح سے افضل اوراشرف عقل کا مسکن ،اورحواس خمسہ وباطنی کا مقام ہے۔ علاوہ ازیں حواس ظاہری میں سے زبان کہ کلام کی جگہ ہے۔اورمنہ کو پینے اورکھانے کی جگہ ہےاورچہرہ کوخواص اورعوام کی نظریں اس پر پڑتی ہیں۔سب سر میں داخل ہیں گویا کہ تنہا سر ہی تمام انسان ہے۔پھراس کالباس بھی مختصر ہےاس لئے کہ ایک گز کپڑے میں متعدد ٹوپیاں تیار ہوسکتی ہیں

اسی وجہ سے کلاہ کو بیعت کی علامت قرار دیا ہے اور بیعت کے وقت اپنے سر سے اتار کر مرید کے سر پر رکھ دیتے ہیں تا کہ یہ دلیل ہو اس پر کہ مرید اس برادری میں پیر سے بالکل مل گیا اور اس نے بیعت کو بسر وچشم قبول کر لیا اور سرتابی سے توبہ کر لی اور روگردانی سے پناہ پائی۔

ماز جناب پیر کلا ہے گرفتہ ایم　　وزشتر ہردو کون ، پنا ہے گرفتہ ایم
ماراست زیں کلاہ کلہ گوشہ برفلک　　زیں تاجِ فقر ، شوکت شاہی گرفتہ ایم
الحق یکی ست پیر پرست وخدا پرست　　انکارایں عقیدہ گناہی گرفتہ ایم
مائیم وآستانِ پیر وسرِ نیاز　　زیں مکنت ووجاہت جاہے گرفتہ ایم
مارا بس ست پیر خدا ورسول را　　برصدق ایں مقال گواہے گرفتہ ایم

ہم نے اپنے پیر سے کلاہ پا کر دونوں جہاں کی آفت سے پناہ حاصل کر لی ہے، اس کلاہ کی بدولت ہمارا طرہ آسمان پر ہے۔ ہم نے فقر سے تاج شاہی کی شوکت پائی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ پیر پرست اور خدا پرست ایک ہی ہے۔ ہم اس عقیدہ کا انکار گناہ سمجھتے ہیں۔ ہم ہیں پیر کا آستانہ اور ہمارا سر نیاز، ہم نے اس مقام وجاہت کے طفیل۔ شوکت کا مقام حاصل کیا ہے۔ ہم کو خدا اور رسول تک پہنچانے کے لئے پیر ہی کافی ہے۔ ہم نے اس سچی بات پر گواہ بھی مہیا کر لیئے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ مرید کی دو قسمیں ہیں۔ رسمی اور حقیقی، رسمی مرید تو وہ ہے جو ایسے شخص سے کلاہ اور شجرہ حاصل کرلے جو پیری کے لائق ہوا اور اس کا دل سے معتقد ہو کہ جو کچھ پیر فرمائے اس پر ثابت قدم رہے جس سے منع کرے اس سے باز رہے۔ اور حقیقی مرید وہ ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن کے مطابق ہو اور اس کے تمام حرکات وسکنات پیر کے حرکات اور سکنات کے موافق ہوں، اس کی راہ اور روش کے مخالف کوئی قدم نہ اٹھائے۔ اس کے خلاف ایک سانس بھی نہ لے۔ اور پیر کو چاہئے کہ جب مرید میں معاملہ کی صفائی دیکھے اس کا حلق کرائے اور اسے خرقہ پہنادے، اسے ذکر اور مراقبہ کی تلقین کرے اور خلوت میں بٹھا کر مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم دے اور آہستہ آہستہ اسے اپنا جیسا بنا لے۔

اور مرید جب حلق کے سکے اور خرقے کو پیر و مرشد کی مہربانی سے حاصل کرلے تو چاہئے کہ اس سکہ کو دنیا و آخرت کی دولت اور دونوں جہاں کی سعادت جانے ، اور فضول فکریں اور وسوسے اپنے دل میں نہ آنے دے اور اس کو چہ سے منہ نہ پھیرے۔

تو تصرف ہائی خود ، بردست پیراں واگذار
مردہ را دردست زندہ، کے بود ہیچ اختیار

تو اپنے تصرفات کو پیروں کے ہاتھ پر چھوڑ دے اس لئے کہ جو مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے اختیار ہی کب ہوتا ہے۔

چلہ کشی کے لئے آٹھ شرطیں ہیں

پہلی شرط : خلوت گاہ میں تنہا ہونا ،قبلہ رو پالتی مار کر بیٹھنا۔ ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھنا ،مردہ کو غسل کی نیت کرنا ،خلوت گاہ کو اپنی لحد تصور کرنا اور اس جگہ سے وضو کرنا اور نماز پڑھنے کے علاوہ باہر نہ نکلنا خلوت گاہ تاریک ہونا چاہئے۔ یہ بھی ہو کہ اس کے دروازے پر پردہ ڈال دے تا کہ اس میں ذرا بھی روشنی نہ آسکے۔ اور نہ کسی کی آواز پہنچ سکے کہ وہ آواز جو اس کو دوسری طرف مشغول کردے دیکھنے سننے یا کہنے میں ۔ اس لئے کہ جب یہ محسوسات میں مشغول ہوگا عالم غیب سے محروم رہے گا۔ اس کے بعد ذکر میں مشغول ہو اور تمام اندیشے دل سے نکال دے تا کہ اللہ تعالیٰ سے جان و دل کے ساتھ مشغول ہو مخلوق سے گھبرائے اور پوری طرح حق کی جانب متوجہ ہو۔

دوسری شرط : یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے اس لئے کہ بے وضو ہونا شیطان کے غلبہ کی راہ ہے تا کہ وہ اس پر غالب نہ ہو۔

تیسری شرط: ہمیشہ ہمیشہ ذکر کرنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یذکرون اللہ قیاما وقعودا الایۃ (وہ ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے ہو کر بیٹھ کر

اور اپنے پہلوؤں پر)اور یہ دوام ذکر کی جانب اشارہ ہے۔

چوتھی شرط: اندیشوں کی نفی اور ان کا دفع۔ چاہئے کہ جو خطرہ دل میں آئے خواہ نیک یا بد اسے کلمہ **لاالــہ الا الــلــہ** سے نفی کر دے۔ اس لئے کہ جس چیز کا نقش صفحہ دل پر پڑتا ہے خواہ نیک یا بد، وہ صفائی قلب کو نقوش قلب کے قبول سے سدراہ بن جاتا ہے ۔اور جب تک صفحہ دل ان شہوانی نقشوں سے پاک نہیں ہوتا اور مشاہدہ غیبی کے نقوش اور علم لدنی کے قابل نہیں ہوتا اور مکاشفات روحانیہ کے انوار اور تجلیات ربانیہ کو قبول نہیں کرتا۔

پانچویں شرط: ہمیشہ روزہ رکھنا ہے تو خلوت گزیں ہمیشہ روزہ دار رہے کہ روزہ تعلقات بشریہ اور خواہشات نفسانیہ کے دور کرنے میں بڑا قوی اثر رکھتا ہے۔

چھٹی شرط: ہمیشہ خاموش رہنا تو چاہئے کہ کسی سے بات نہ کرے مگر اپنے شیخ سے کشف واقع میں ضرورت کے مطابق اور باقی پر من سکت سلم و من سلم نجا (جو خاموش رہا سلامت اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی)پڑھے۔

ساتویں شرط: اپنے دل کی توجہ شیخ کے دل سے ہمیشہ قائم رکھو تا کہ شیخ کے دل سے کچھ التفات مرید کے دل میں پہنچتا رہے اس لئے کہ مِنَ الْقُلُوْبِ اِلَی الْقُلُوْبِ روزنَة۔ کہ دل سے دل کی راہ ہوتی ہے، اور مرید کے دل کو شیخ کے دل سے جس قدر تعلق ہوگا دل کا وزن بڑھتا جائے گا۔ اس لئے کہ مبتدی مرید اس عالم شہادت کا عادی ہے کہ اس کے روبرو بہت زیادہ پردے ہیں لہذا اس کی توجہ حضرت عزت پر نہ ہو سکے گی ہاں شیخ کے دل کی طرف توجہ ہو تو آسانی سے راہ پا سکتا ہے کہ شیخ کا دل عالم غیب کا پروردہ اور حضرت عزت کی جانب متوجہ ہے۔ فضل الٰہی کے فیوض ہر دم شیخ کے دل میں پہنچتے رہتے ہیں اور شیخ کے دل سے مرید کے دل تک پہنچتے ہیں اسی طرح رفتہ رفتہ مرید، قبول فیضان کے لئے بے واسطہ استعداد پیدا کر لیتا ہے اور عالم غیب سے اسے واقفیت ہو جاتی ہے۔ شیخ کی توجہ کو ہمیشہ اس راہ کی دلیل اور رہبر جانے اور جب مرید کو کوئی آفت یا خوف پہنچے فوراً ولایت شیخ کی جانب رجوع کرے

اور شیخ کے اندرون دل سے مدد چاہے تاکہ وہ آفت اور خوف، شیطانی ہو، یا نفسانی دور ہو جاوے۔

آٹھویں شرط: اللہ تعالیٰ سے شکایت اور اپنے شیخ پر اعتراض کا ترک کر دینا ہے بایں معنیٰ کہ اسے جو کچھ غیب سے پہنچے تنگی و کشادگی، رنج و راحت، صحت و بیماری، کشائش و بستگی اس پر راضی رہے اور حق سے اعراض نہ کرے۔ اسی طرح شیخ کا جو قول اور فعل حال یا مآل دیکھے اس پر کوئی اعتراض نہ کرے اور شیخ کے ظاہری و باطنی تصرفات کے تسلیم کر لینے میں مشغول رہے اور شیخ کے تمام احوال اور اقوال پر نظر ارادت نہ ڈالے مبادا کہ طریقت کا مرتد ہو جائے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرید اپنے شیخ کی ولایت سے مردود ہو جاتا ہے تو کوئی شیخ اس کو مقام پر نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں وہ مرید صادق جس نے شیخ کی خدمت میں تربیت نہیں پائی اور کس وجہ سے وہ اس سے باز نہ رہا اور اس وقت وہ دوسرے شیخ کی خدمت میں مصروف ہو اور عذر لائے تو اس شیخ کے تصرفات اب اس میں ممکن ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ شیخ اس کو منزل تک پہنچا دیں مگر اس مرید کو یہ چاہئے کہ جو برکت اور فیض اس پیر سے پائے وہ اپنے پیر کی قبولیت کے آثار سے جانے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ خلوت کی شرطیں بہت زیادہ ہیں یہ آٹھ جو لکھی گئی ہیں بے حد ضروری ہے۔ (سبع سنابل شریف)

حدیث

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"جب بندہ گناہ کر کے آمرزش و عفو کو طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ اس نے گناہ کیا پھر یہ جانا کہ میرا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہوں کے عوض پکڑتا بھی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسے معاف کر دیا۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کے فرمان سورۂ مدثر

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اس میں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

اے محمدؐ جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو، (۱) اٹھو اور ہدایت کرو (۲) اور اپنے پروردگار کی بڑائی
کرو (۳) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو (۴) اور ناپاکی سے دور رہو (۵) اور (اس نیت
سے) احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو (۶) اور اپنی پروردگار کے لئے
صبر کرو (۷) جب صور پھونکا جائے گا (۸) وہ دن مشکل کا دن ہوگا (۹) یعنی کافروں پر
آسان نہ ہوگا (۱۰) ہمیں اس شخص سے سمجھ لینے دو جس کو ہم نے اکیلا پیدا کیا (۱۱)
اور مال کثیر دیا (۱۲) اور ہر وقت اس کے پاس حاضر رہنے والے بیٹے دئے (۱۳)
اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دی (۱۴) ابھی خواہش رکھتا ہے کہ زیادہ دیں (۱۵)
یسا ہرگز نہیں ہوگا یہ ہماری آیتوں کا دشمن رہا ہے (۱۶) ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے
(۱۷) اس نے فکر کیا اور تجویز کی (۱۸) یہ مارا جائے گا اس نے کیسی تجویز کی (۱۹) پھر یہ
مارا جائے اس نے کیسی تجویز کی (۲۰) پھر تامل کیا (۲۱) پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا
(۲۲) پھر پشت پھیر کر چلا اور قبول حق سے غرور کیا (۲۳) پھر کہنے لگا یہ تو جادو ہے جو (
اگلوں سے) منتقل ہوتا آیا ہے (۲۴) پھر بولا یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ بشیر کا کلام ہے
(۲۵) ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے (۲۶) اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟
(۲۷) وہ آگ ہے کہ، نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی (۲۸) اور بدن کو جھلس کر سیاہ
کردے گی (۲۹) اس پر انیس داروغہ ہیں (۳۰) اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے

بنائے ہیں اوران کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے اوراس لئے کہ اہل کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہواور اہل کتاب اور مومن شک نہ لائیں اوراس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہےاور جو کافر ہیں کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا مقصود کیا ہے؟اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہےاور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہےاور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتااور تو بنی آدم کے لئے نصیحت ہے(۳۱) ہاں ہاں ہمیں چاند کی قسم (۳۲) اوررات کی جب پیٹھ پھیرنے لگے (۳۳) اور صبح کی جب روشن ہو (۳۴) کہ وہ (آگ) ایک بہت بڑی (آفت) ہے(۳۵) (اور) نبی آدم کے لئے موجب خوف، (۳۶) جوتم میں سے آگے بڑھنا چاہئے یا پیچھے رہنا چاہئے (۳۷) ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گرد ہے(۳۸) مگر داہنی طرف والے نیک لوگ (۳۹) کہ وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے (۴۰) یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے (۴۱) کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے (۴۲) وہ جواب دیں گے کے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے (۴۳) اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے (۴۴) اوراہل باطل کے ساتھ مل کر حق سے انکار کرتے تھے (۴۵) اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی (۴۷) تو اس حال میں سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی (۴۸) ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہورہے ہیں (۴۹) گویا گدھے ہیں کہ بدک جاتے ہیں (۵۰) (یعنی) شیر سے ڈرکر بھاگ جاتے ہیں (۵۱) اصل یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھلی ہوئی کتاب آئے (۵۲) ایسا ہرگز نہیں ہوگا حقیقت یہ ہے کہ ان کو آخرت کا خوف ہی نہیں (۵۳) کچھ شک نہیں کہ یہ نصیحت ہے (۵۴) تو جو چاہے اسے یاد رکھے (۵۵) اور یاد بھی تبھی رکھیں گے جب خدا چاہئے وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان

کتابُ الِایمان

باب ۱۔ ایمان کی تعریف اور ایمان کی امتیازی خصوصیات

۵۔حدیث ابو ہریرہؓ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ایک دن آں حضرت ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ آپؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا یارسول ﷺ، (ایمان کی ماہیت) کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کی ذات پر ملائکہ کے وجود پر، روزِ حشر اللہ کے حضور پیش ہونے پر، اللہ کے رسولوں کے برحق ہونے پر ایمان لاؤ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا یقین رکھو، اس نے مزید سوال کیا، یارسول اللہ، اسلام کی تعریف کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اسلام یہ ہے (۱) تم محض اللہ کی عبادت کرو اور عبادت میں کسی غیر کو اللہ کا شریک نہ بناؤ، (توحید فی العبادہ) (۲) اور فرض نمازیں ادا کرو (۳) زکوٰۃ دو (۴) اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ، احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اس لئے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا یارسول اللہ قیامت کب برپا ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا، جس سے سوال کیا گیا ہے قیامت کے بارے میں وہ بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تم کو قیامت برپا ہونے کی کچھ شرائط (نشانیاں) بتائے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنا آقا جنے گی اور جب اونٹوں کے سیاہ فام (وحشی اور غیر مہذب) چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر بازی لے جائیں گے۔ دراصل قیامت کا علم ان پانچ امورِ غیبیہ میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپؐ نے یہ آیۃ کریمہ تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ، وَیَعْلَمُ مَافِی الْاَرْحَامِ

وَمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَداً ، وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (لقمان:۳۴)

"اس گھڑی (قیامت) کا علم اللہ ہی کے پاس ہے ۔ وہی بارش برساتا ہے ۔ وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے ۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے"

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا تو معاً آپؐ نے فرمایا اسے واپس بلاؤ ۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اسے تلاش کیا، لیکن اس کا کوئی سراغ نہ ملا تو آپؐ نے فرمایا "یہ جبرئیل علیہ السلام تھے، جو اس غرض سے آئے تھے کہ اس طرح لوگوں کو دین کے ضروری امور کی تعلیم حاصل ہو"

اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان ۲ باب ۳ سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام

باب ۳ ۔ نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے

۶ ۔ حدیث طلحہ بن عبیدہؓ، حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں نجد کا رہنے والا ایک شخص اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے ، اس کی گنگناہٹ تو سنائی دیتی تھی لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی تھی ، حتیٰ کہ وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ اسلام کے متعلق دریافت کر رہا ہے، آپؐ نے فرمایا ۔ دن اور رات (کے چوبیس گھنٹوں) میں پانچ نمازیں، اس نے سوال کیا ان کے علاوہ کوئی اور نماز بھی مجھ پر ہے؟ آپ نے فرمایا (فرض) نہیں ہے ۔ ہاں اگر تم رضا کارانہ ادا کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، اور آپؐ نے فرمایا، ۲ ۔ ماہ رمضان کے روزے، سائل نے دریافت کیا ۔ کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ بھی مجھ پر ہے؟ آپ نے فرمایا (فرض) نہیں ہے البتہ اگر تم رضا کارانہ رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو ۔ آپؐ نے اسے زکوٰۃ کے بارے میں بھی بتایا، اس شخص نے دریافت کیا' کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی کوئی ادائیگی ضروری ہے؟ آپؐ نے فرمایا (فرض) نہیں ہے، البتہ تم رضا کارانہ کچھ دینا چاہو، دے سکتے ہو، راوی کہتے ہیں ۔ پھر وہ شخص واپس جانے کے لئے مڑ گیا اور کہتا جاتا تھا ، بخدا میں نہ اس

میں کوئی اضافہ کروں گا اور نہ کسی قسم کی کمی، آپؐ نے اس شخص کی یہ بات سن کر فرمایا فلاح پا گیا اگر اس نے اپنی بات سچ کر دکھائی۔

(اخرجہ البخاری فی' کتاب الایمان باب ۳۴ الزکاۃ من الاسلام)

باب ۵۔ اس ایمان کا بیان جس کا حامل جنت میں داخل ہوگا

۷۔حدیث ابوایوب انصاریؓ :حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائے جس کو انجام دینے سے میں جنت میں داخل ہوسکوں۔ (اس شخص کو آگے بڑھتے اور آن حضرت ﷺ سے مخاطب ہوتے دیکھ کر) لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ کیوں اس طرح بات کر رہا ہے؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کچھ نہیں ہوا اسے مجھ سے کام ہے۔ اسے کہنے دو پھر آپؐ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اللہ کی عبادت ایسے خلوص سے کرو کہ اللہ کے سوا نہ صرف یہ کہ کسی غیر کی عبادت نہ کرو بلکہ اللہ کی جو عبادت کرو، اس میں بھی شرکت غیر کا شائبہ نہ ہو۔ خالصتاً اللہ کی اور بوجہ اللہ ہو، نماز قائم کرو۔ زکاۃ ادا کرو اور رشتہ داروں سے میل جول اور حسن سلوک کرو، پھر فرمایا، سے چھوڑ دو، راوی کہتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اونٹنی پر سوار تھا اور اسے روک کر آپ ؐ اُسے استفسار کر رہا تھا چنانچہ جواب دینے کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اپنی سواری کو چلنے دو۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸، الادب، باب ۱۰ فضل صلۃ الرحم)

۸۔**حدیث ابوھریرہؓ** :حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ مجھے ایسا عمل بتائیے جس کو انجام دینے سے جنت میں داخل ہو جاؤں، آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کو اللہ کا شریک نہ بناؤ، فرض نمازیں اور مقررہ زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو، اس اعرابی نے کہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں ان احکام پر بلاکم وکاست پورا پورا عمل کروں گا یہ کہہ کر جب وہ شخص

واپس جانے کیلئے مڑا تو آپؐ نے فرمایا، جسے یہ بات مرغوب ہو کہ کسی جنتی کو دیکھے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴، الزکاۃ، باب ۱۔ وجوب الزکاۃ)

۹۔ حـــدیـــث: ابن عمرؓ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے۔ (۱) یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکاۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا اور (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان، باب ۲۔ دعاؤکم ایمانکم)

باب ۷۔: اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور احکام دین پر خود ایمان لانے اور دوسروں کو ان سب پر ایمان لانے کی دعوت دینے کا حکم

۱۰۔ حـــدیـــث: ابن عباسؓ، حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ کون لوگ ہیں؟ یا (آپؐ نے فرمایا) کس قبیلہ کا وفد ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا، ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا، تو تم لوگوں یا وفد کو خوش آمدید، باعزت اور سرخرو آؤ، ان لوگوں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! ہم آپؐ کی خدمت میں صرف شہرالحرام (حرمت والا مہینہ) میں حاضر ہو سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان یہ قبیلہ یعنی کفار مضر کا قبیلہ حائل ہے۔ لہذا آپؐ ہمیں ایسے جامع اور قطعی امور تلقین فرما دیجئے جو ہم ان لوگوں کو بھی جا کر بتا دیں جو ہمارے ہمراہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو نہیں ہو سکے اور جن پر عمل کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں (گویا جن کو سیکھ لینے کے بعد دینی امور کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے بار بار نہ آنا پڑے اور انہی عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ علاوہ ازیں ان لوگوں نے آپؐ سے مشروبات کے متعلق بھی دریافت کیا چنانچہ آپؐ نے انہیں چار باتوں کے کرنے

کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ سب کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں ۔ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ واحد پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا، ایمان باللہ سے مراد یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور انہیں حکم دیا کہ نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ) بیت المال میں دیا کریں، نیز چار چیزوں سے آپؐ نے منع فرمایا یعنی چار قسم کے برتنوں حنتم، دبا، نقیر اور مزفت میں پانی رکھنے اور پینے سے منع فرمایا۔ راوی کہتے ہیں، ابن عباس کبھی کبھی نقیر کی بجائے مقیر بولا کرتے تھے، نیز آپؐ نے ان لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ ان احکام کو بخوبی ذہن نشین کرلو اور جو لوگ تمہارے علاقے میں پیچھے رہ گئے ہیں اور یہاں حاضر نہیں ہو سکے ان کو بھی ان احکام سے مطلع کردو۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان ۲۔ باب ۴۰، اداء الخمس من الایمان)

۱۱۔ حدیث ابن عباس: ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے معاذ! تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں لہذا تم سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا، اگر وہ اللہ کو پہچان لیں (تمہاری دعوت قبول کرلیں) تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات (کے چوبیس گھنٹوں میں) پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی قبول کرلیں تو انہیں مطلع کرنا کہ اللہ نے ان پر ان کے مال کی زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور انہی کے غرباء میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ اس حکم کو بھی تسلیم کرلیں اور ادائے زکاۃ پر آمادہ ہو جائیں تو ان کی زکاۃ وصول کرنا خبردار! لوگوں کے بہترین مال کو ہاتھ نہ لگانا۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ، باب ۴۱۔ لاتوخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ)

۱۲۔ حدیث ابن عباسؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی

اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا۔ مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ مظلوم کی فریاد اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم ، باب ۹۔ الاتقاوالحذر من دعوۃ المظلوم)

باب ۸۔ غیر مسلموں سے اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک کہ وہ لا اله الا الله محمد رسول الله کا اقرار نہ کریں

١٣ ۔ حديث ابوبكر وعمرؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ وفات پا گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں عرب کے بعض قبائل نے زکاۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کریں گے جب کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ **لااله الاالله** کا اقرار نہ کرلیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی شہادت دے دی، اس نے اپنا جان و مال محفوظ کرلیا۔ اب اسے میرے ہاتھوں نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ الا یہ کہ از روئے اسلام اس پر کوئی واجب الادا ہو، اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے، اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا تھا خدا کی قسم، میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور روزہ میں فرق کرے گا کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے (جس کا ادا کرنا اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے) بخدا۔ اگر ان لوگوں نے مجھے ایک اونٹنی کے دینے سے بھی انکار کیا (جس طرح آں حضرت ﷺ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے) تو میں ان سے اس انکار کی بناء پر جنگ کروں گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ (بعد میں) حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ خدا کی قسم اصل بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر فرما دیا تھا اور میں سمجھ گیا تھا کہ حضرت صدیقؓ کا موقف ہی برحق ہے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکاۃ، باب ۱۔ وجوب الزکوٰۃ)

١٤ ۔ حديث ابوهريرةؓ: حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں چنانچہ جس شخص نے **لاالٰہ الااللّٰہ** کا اقرار کرلیا اس نے اپنا جان و مال مسلمانوں کی دسترس سے محفوظ کرلیا سوائے س کے کہ اس پر کوئی قانونی حق واجب الادا ہو اور (اس اقرار کے بعد) اس کا حساب اللہ کے سپرد ہو گیا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۶ الجہاد، باب ۱۰۲۔ دعاء النبی ﷺ الی الاسلام والنبوۃ

۱۵۔ حدیث ابن عمرؓ حضرت: ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تا آنکہ وہ **لاالٰہ الااللہ ومحمد رسول اللہ** کی شہادت دیں نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔ جب لوگ ان افعال و اعمال پر کاربند ہو جائیں گے تو ان کا جان و مال میرے ہاتھوں کی (رسائی) سے محفوظ ہو جائے گا سوائے اس حق کے جو از روئے اسلام ان پر واجب الادا ہوگا اور ان کے باطن کا حساب اللہ کے سپرد ہوگا۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان ۲، باب ۱۷۔ فان تابوا واقاموا الصلاۃ وآتوا الزکاۃ فخلوا سبیلہم)

باب ۱۰: جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا ایمان لے کر حاضر ہوگا جس میں ذرا بھی شک کی آمیزش نہ ہوگی وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ آتش دوزخ اس پر حرام ہے

۱۷۔ حدیث عبادۃؓ: حضرت عبادۃؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دی کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اور اس کے رسول ہیں اور یہ شہادت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ بندے، اللہ کے رسول اور کلمۃ اللہ ہیں، جو اس نے حضرت مریم کی طرف القا فرمایا تھا اور روح اللہ ہیں نیز یہ شہادت دی کہ جنت اور دوزخ برحق ہیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔ راویان حدیث میں سے ایک راوی نے یہ مزید اضافہ کیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس

دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو سکے گا۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الانبیاء ۶۰ ، باب قولہ ۴۷۔ یااہل الکتاب لاتغلو فی دینکم ولاتقولوعلی اللہ الا الحق۔)

۱۸۔ حدیث معاذ بن جبلؓ: حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آپ ہی کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرا اور آپؐ کے درمیان صرف کجاوے کی لکڑی حائل تھی اچانک آپ نے فرمایا، اے معاذؓ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ، لبیک وسعد یک (میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں) پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے اور اس کے بعد دوبارہ فرمایا۔اے معاذ میں نے پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ لبیک وسعد یک۔ پھر آپ مزید کچھ دیر چلتے رہے اور سہ بارہ فرمایا، اے معاذ، میں نے عرض کیا لبیک وسعد یک، یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا، بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی غیر کو عبادت میں ذرا بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ یہ ارشاد فرما کر آپؐ کچھ دیر (خاموشی) سے چلتے رہے، اس کے بعد فرمایا، اے معاذ بن جبل، میں نے عرض کیا، لبیک یارسول اللہ وسعد یک، آپؐ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے اللہ کا حق ادا کر دیں تو اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ پھر وہ ان کو عذاب نہ دے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب اللباس ۷۷۔ ، باب ۱۰۱ ارداف الرجل خلف الرجل)

۱۹۔ حدیث معاذؓ: حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عُفیر نامی گدھے پر سوار تھا آپؐ نے فرمایا۔ اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ اور اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف سی کی عبادت کریں اور عبادت میں اس کے ساتھ کسی کو ذرا بھی شریک نہ بنائیں اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو شخص شرک

نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے میں نے عرض کیا، یارسول اللہ، کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک نہ پہنچادوں، آپؐ نے فرمایا نہیں انہیں یہ خوشخبری نہ دو کہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے اور عمل میں کوتاہی کریں گے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الجہاد ۵۶، باب اسم الفرس والحمار ۴۶)

۲۰۔ حدیث انس بن مالکؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر جبکہ حضرت معاذؓ نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپؐ کے پیچھے سوار تھے حضور نے معاذؓ سے فرمایا ۔اے معاذ، حضرت معاذ نے عرض کیا۔ لبیک یارسول اللہ وسعدیک، حضرت انس کہتے ہیں کہ تین مرتبہ آں حضرتؐ نے معاذ کو مخاطب کیا اور ہر مرتبہ حضرت معاذ نے یہی الفاظ دہرائے، تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا جو کوئی سچے دل سے اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ نے عرض کیا یارسول اللہ، کیا میں اس بات سے لوگوں کو مطلع نہ کر دوں کہ وہ خوش ہو جائیں ؟ آپ نے فرمایا نہیں، اگر تم ان کو یہ بات بتادو گے تو وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے۔ چنانچہ حضرت معاذؓ نے یہ حدیث اپنے انتقال کے وقت بیان کی وہ بھی اس خیال سے کہ حدیث نہ بیان کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں

(اخرجہ البخاری فی: کتاب العلم ۳، باب ۴۹۔ من خص بالعلم قوما دون قوم)

باب۱۲۔ایمان کی شاخوں کا بیان

۲۱۔ حدیث ابوھریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ، ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان ۲۔ باب ۳۔ امور الایمان)

۲۲۔ حدیث ابن عمرؓ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا کہ حیا اچھی بات نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو حیا سے منع نہ کرو، کیونکہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان ۲۔ باب ۱۶۔ الحیاء من الایمان)

۲۳۔ حدیث عمران بن حصینؓ: حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیا صرف بھلائی لاتی ہے۔

(اخرجہ البخاری فی: کتاب الادب ۷۸۔ باب ۷۷۔ الحیاء)

حضرت ابراہیم ادہم کا فرمان

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''ایک رات مجھ کو تنہا خانۂ کعبہ کا طواف نصیب ہوا اور وہ رات بہت اندھیری تھی میں نے ملتزم میں کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر التجا کی الٰہی مجھے گناہ سے محفوظ رکھ کہ کبھی بھی تیری نافرمانی نہ کروں اسی وقت ہاتف غیبی نے خانہ کعبہ کے اندر سے آواز دی اے ابراہیم تو ہم سے عصمت کا سوال کرتا ہے اور تمام اہل ایمان کی یہی طلب ہے پس اگر میں سب کو معصوم کروں تو اپنا فضل و مغفرت کس پر کروں''۔

گناہ من ار نامدے در شمار
ترا نام کے بودے آمرزگار

ترجمہ: اگر میرے گناہ شمار میں نہ آتے تو تیرا نام بخشش کرنے والا کون لیتا۔

تذکرہ اولیاء

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب وحالات

تعارف۔آپ جلیل القدر تابعین اور چالیس پیشواؤں میں سے ہوئے ہیں۔حضور اکرم صلعم فرمایا کرتے تھے کہ ''اویس احسان ومہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہے'' اور جس کی تعریف رسول اکرم ﷺ فرمادیئے اس کی تعریف دوسرا کوئی کیا کرسکتا ہے بعض اوقات جانب یمن روئے مبارک کر کے حضور فرمایا کرتے تھے کہ ''میں یمن کی جانب سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں۔

توصیف۔حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ کے آگے جو اویس قرنی کے مانند ہوں گے اویس کو جنت میں داخل کیا جائیگا۔تا کہ مخلوق ان کو شناخت نہ کرسکے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ ان کے دیدار سے مشرف کرنا چاہے اس لئے کہ آپ نے خلوت نشین ہوکر اور مخلوق سے روپوشی اختیار کر کے محض اس لئے عبادت وریاضت اختیار کی کہ دنیا آپ کو برگزیدہ تصور نہ کرے اور اسی مصلحت کے پیش نظر قیامت کے دن آپ کی پردہ داری قائم رکھی جائے گی۔''حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمّت میں ایک ایسا شخص ہے جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ ومضر کی بھیڑوں کے بال کے برابر گناہ گاروں کو بخش دیا جائیگا (ربیعہ ومضر دو قبیلے ہیں جن میں بکثرت بھیڑیں پائی جاتی تھیں) اور جب صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے اور کہاں مقیم ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے، پھر صحابہ کے اصرار کے بعد فرمایا کہ وہ اویس قرنی ہے۔

چشم باطن سے زیارت ہوئی۔جب صحابہ نے پوچھا کے کیا وہ کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کبھی نہیں لیکن چشم ظاہری کے بجائے

چشم باطنی سے اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے، اور مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجوہ ہیں۔ اول غلبۂ حال، دوم تعظیم شریعت کیونکہ اس کی والدہ مومنہ بھی ہیں۔ اور ضعیف و نابینا بھی اور اویس شتربانی کے ذریعہ ان کے لئے معاش حاصل کرتا ہے۔ پھر صحابہ نے پوچھا کہ کیا ہم ان سے شرف نیاز حاصل کر سکتے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ "نہیں" البتہ عمر و علی سے ان کی ملاقات ہوگی اور ان کی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں۔ لہذا جب ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام پہنچانے کے بعد میری امت کے لئے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا۔ پھر جب صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے پیراہن کا حقدار کون ہے؟ تو فرمایا اویس قرنی"

مقام تابعی اوراشتیاق صحابہ ۔ دور خلافت راشدہ میں جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کوفہ پہنچے اور اہل یمن سے ان کا پتہ معلوم کیا تو کسی نے کہا میں نے ان سے پوری طرح تو واقف نہیں البتہ ایک دیوانہ آبادی سے دور عرفہ کی وادی میں اونٹ چرایا کرتا ہے اور خشک روٹی اس کی غذا ہے۔ لوگوں کو ہنستا ہوا دیکھ کر خود روتا ہے اور روتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر خود ہنستا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت اویس قرنی نماز میں مشغول ہیں اور ملائکہ ان کے اونٹ چرا رہے ہیں۔ فراغت نماز کے بعد جب ان کا نام دریافت کیا تو جواب دیا کہ عبداللہ یعنی کا اللہ کا بندہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنا اصلی نام بتایئے۔ آپ نے جواب دیا کہ اویس ہے، پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ دکھایئے۔ انہوں نے جب ہاتھ دکھایا تو حضور اکرم کی بیان کردہ نشانی کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے دست بوسی کی، اور حضورؐ کا لباس مبارک پیش کرتے ہوئے سلام پہنچا کر امّت محمدی کے حق میں دعا کرنے کا پیغام بھی دیا۔ یہ سن کر اویس قرنی نے عرض کیا کہ آپ خوب اچھی طرح دیکھ بھال فرمالیں شاید کوئی دوسرا فرد ہو جس کے متعلق حضور نے نشان دہی فرمائی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کہ جس نشانی کی نشاندہی فرمائی ہے وہ آپ میں موجود ہے۔ یہ سن کر اویس قرنی نے

عرض کیا کہ اے عمر تمہاری دعا مجھ سے زیادہ کارگر ثابت ہوسکتی ہے ۔ آپ نے فرمایا میں تو دعا کرتا ہی رہتا ہوں ۔ البتہ آپ کو حضورؐ کی وصیت پوری کرنی چاہئے ۔ چنانچہ حضرت اویس نے حضور کا لباس مبارک کچھ فاصلے پر لے جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یارب جب تک تو میری سفارش پر امّت محمدیؐ کی مغفرت نہ کردے گا میں سرکار دو عالمؐ کا لباس ہرگز نہیں پہنوں گا ۔ کیونکہ تیرے نبی نے اپنی امت کو میرے حوالے کیا ہے چنانچہ غیب کی آواز آئی کہ تیری سفارش پر کچھ افراد کی مغفرت کردی، اسی طرح آپ مشغول دعا تھے کہ حضرت عمر اور حضرت علی آپ کے سامنے پہنچ گئے اور جب آپ نے سوال کیا کہ آپ دونوں حضرات کیوں آگئے ؟ میں تو جب تک پوری امت کی مغفرت نہ کروالیتا، اس وقت تک یہ لباس کبھی نہ پہنتا۔

مقام ولادیت ۔ خلافت سے بہتر ہے ۔ حضرت عمر نے آپ کو ایسے کمبل کے لباس میں دیکھا جس کے نیچے تو نگری کے ہزاروں عالم پوشیدہ تھے یہ دیکھ کر آپ کے قلب میں خلافت سے دستبرداری کی خواہش پیدا ہوئی اور فرمایا کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو روٹی کے ٹکڑے کے بدلے میں مجھ سے خلافت خرید لے ۔ یہ سن کر حضرت اویس نے کہا کہ کوئی بیوقوت شخص ہی خرید سکتا ہے ۔ آپ کو تو فروخت کرنے کے بجائے اٹھا کر پھینک دینا چاہئے پھر جس کا جی چاہے اٹھالے گا ، یہ کہہ کر حضور اکرم ﷺ کا بھیجا ہوا لباس پہن لیا اور فرمایا کہ میری سفارش پر بنو ربیعہ اور بنو مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مغفرت فرمادی، اور جب حضرت عمر نے آپ سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نہ کرنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ دیدار نبی سے مشرف ہوئے ہیں تو بتایئے کہ حضور کے ابرو کشادہ تھے یا گھنے؟ لیکن دونوں صحابہ جواب سے معذور رہے۔

اتباع نبویؐ میں دندان مبارک کا توڑنا ۔ حضرت اویس نے کہا کہ اگر آپ رسول کریم صلعم کے دوستوں میں سے ہیں تو یہ بتایئے کہ جنگ احد میں حضور کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا تھا اور آپ نے اتباع نبوی میں تمام دانت کیوں توڑ ڈالے؟

یہ کہہ کر اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا کہ جب دانت مبارک شہید ہوا تو میں نے اپنا ایک دانت توڑ ڈالا پھر خیال آیا کہ شاید کوئی دوسرا دانت شہید ہوا ہو اسی طرح ایک ایک کر کے جب تمام دانت توڑ ڈالے اس وقت مجھے سکون نصیب ہوا۔ یہ دیکھ کر دونوں صحابہ پر رقت طاری ہوگئی اور یہ اندازہ ہوگیا کہ پاس ادب کا حق یہی ہوتا ہے گو حضرت اویس دیدار نبی سے مشرف نہ ہو سکے لیکن اتباع رسالت کا مکمل حق ادا کر کے دنیا کو درس ادب دیتے ہوئے رخصت ہوگئے۔

مومن کے لئے ایمان کی سلامتی ضروری ہے ۔

جب حضرت عمر نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے کہا کہ نماز میں التحیات کے بعد میں یہ دعا کیا کرتا ہوں۔ **اللھم اغفر للمومنین والمومنات** اے اللہ تمام مومن مردوں عورتوں کو بخش دے اور اگر تم ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں سرخروئی حاصل ہوگی۔ ورنہ میری دعا بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔

وصیت۔ حضرت عمرؓ نے جب وصیت کرنے کے لئے فرمایا تو آپ نے کہا کہ اے عمر! اگر تم خدا شناس ہو تو اس سے زیادہ افضل اور کوئی وصیت نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو، پھر پوچھا کہ اے عمر کیا اللہ تعالیٰ تم کو پہچانتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت اویس نے کہا کہ بس خدا کے علاوہ تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے افضل ہے۔

استغناء: حضرت عمرؓ نے خواہش کی کہ آپ کچھ دیر اسی جگہ قیام فرمائیں میں آپ کے لئے کچھ لے کر آتا ہوں تو آپ نے جیب سے دو درہم نکال کر دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے اور اگر آپ یہ ضمانت دیں کہ یہ درہم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو یقیناً آپ کا جو جی چاہے عنایت فرمادیں ورنہ یہ دو درہم میرے لئے بہت کافی ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں تک پہنچنے میں آپ حضرات کو جو تکلیف ہوئی اس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں اور اب آپ دونوں واپس ہو جائیں کیونکہ قیامت کا دن قریب ہے اور میں زاد آخرت کی فکر میں لگا ہوا ہوں، پھر ان دونوں صحابہ کی واپسی کے بعد جب لوگوں کے

قلوب میں حضرت اویس کی عظمت جاگزیں ہوئی اور مجمع لگنے لگا تو آپ گھبرا کر کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہاں پہنچنے کے بعد بھی صرف ہرم بن حیان کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے نہیں دیکھا کیونکہ جب سے ہرم بن حیان نے آپ کی شفاعت کا واقعہ سنا تھا۔ اشتیاق زیارت میں تلاش کرتے ہوئے کوفہ پہنچے۔

خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف ۔ آپ باعمل عالم بھی تھے اور زاہد و متقی بھی ۔ سنت نبوی پر سختی سے عمل کرتے اور ہمیشہ خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہتے تھے ۔ آپ کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کی کنیز تھیں اور جب بچپن میں آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو ام المومنین آپ کو گود میں اٹھا کر اپنی چھاتیاں آپ کے منہ میں دے دیتیں اور وفور شوق میں آپ کے پستان سے دودھ بھی نکلنے لگتا ۔ اندازہ فرمایئے کہ جس نے ام المومنین کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب کا کون انکار کرسکتا ہے ۔

بچپن میں سعادت ۔ بچپن میں آپ نے ایک دن حضور اکرم ﷺ کے پیالے کا پانی پی لیا اور جب حضور نے دریافت فرمایا کہ میرے پیالے کا پانی کس نے پیا ہے؟ تو حضرت ام سلمہ نے کہا کہ حسن نے ، یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ اس نے جس قدر پانی میرے پیالے میں سے پیا ہے اسی قدر میرا علم اس میں اثر کر گیا ۔

حضورؐ کی دعا ۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلمہ کے مکان پر تشریف لائے تو انہوں نے حسن بصری کو آپ کی آغوش مبارک میں ڈال دیا ۔ اس وقت حضورؐ نے آپ کے لئے دعا فرمائی اور اس دعا کی برکت سے آپ کو بے پناہ مراتب حاصل ہوئے ۔

وجہ تسمیہ ۔ ولادت کے بعد جب آپ کو حضرت عمر کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام حسن رکھو کیوں کہ یہ بہت ہی خوبرو ہے ۔ حضرت ام سلمہ نے آپ کی تربیت فرمائی اور ہمیشہ یہی دعا کیا کرتی تھیں کہ اے اللہ حسن کو مخلوق کا رہنما

بنادے۔ چنانچہ آپ یکتائے روزگار بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور ایک سو بیس صحابہ سے شرف نیاز حاصل ہوا، ان میں ستر شہدائے بدر بھی شامل ہیں۔ آپ کو حضرت حسن بن علی سے شرف بیعت حاصل تھا اور ان سے تعلیم بھی پائی لیکن تحفہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ آپ حضرت علی سے بیعت تھے اور انہیں کے خلفاء میں سے ہوئے۔ ابتدائی دور میں آپ جواہرات کی تجارت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا نام حسن موتی بیچنے والا پڑ گیا۔

ایک مرتبہ تجارت کی نیت سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کے پاس بغرض ملاقات پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا اس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے، فرمایا کہ ہاں، چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں جا پہنچے، وہاں آپ نے دیکھا کہ رومی ریشم کا ایک بہت ہی شاندار خیمہ نصب ہے اور اس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں۔ پھر علماء اور باحشمت لوگ وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ پھر حکما و میر منشی وغیرہ پہنچے اور کچھ کہہ کر چل دیئے، پھر خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپ نے حیرت زدہ ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک خوبصورت بہادر جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں دفن ہے۔ چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے اگر جنگ کے ذریعہ تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے، مگر اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ممکن نہیں اس کے بعد حکماء آ کر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک دیتے، پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو دفع کیا جا سکتا تو ہم کر دیتے پھر حسین کنیزیں آ کر کہتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتیں پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آ کر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے ہم نے حکماء اور اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام

ہو، یہ کہہ کر واپس ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن نے یہ واقعہ سن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا۔ اور دنیا سے بیزار ہو کر فکرِ آخرت میں گوشہ نشینی اختیا کر لی۔ مشہور ہے کہ ستر سال تک آپ ہمہ وقت باوضو رہے اور اپنے ہم عصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حسن بصری ہم سے زیادہ افضل کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حسن کے علم کی ہر فرد کو ضرورت ہے اور اس کو سوائے خدا کے کسی کی حاجت نہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ کامقام ۔ہفتہ میں ایک مرتبہ آپ وعظ کہا کرتے تھے مگر جب تک حضرت رابعہ بصری شریک نہ ہوتیں تو وعظ نہیں کہتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے وعظ میں تو بڑے بڑے بزرگ حاضر ہوتے ہیں پھر آپ صرف ایک بوڑھی عورت کے نہ ہونے سے وعظ کیوں ترک کردیتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاتھی کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں کیسے سا سکتا ہے؟ اور جب آپ کو دوران وعظ جوش آ جاتا تو رابعہ بصری سے فرماتے کہ یہ تمہارے ہی جوش وگرمی کا اثر ہے۔

سبق آموز جوابات ۔ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ اپنے وعظ میں کثیر لوگوں کے اجتماع سے خوش ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو اس وقت مسرور ہوتا ہوں جب کوئی عشق الہیٰ میں دل جلا آ جاتا ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ کتاب میں ہے۔ اور مسلمان

جب آپ سے دین کی اساس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ تقویٰ دین کی اساس ہے اور لالچ تقویٰ کو ضائع کر دیتا ہے پوچھا گیا کہ جنت عدن کا کیا مفہوم ہے اس میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا کہ اس میں سونے کے محلات ہیں اور سوائے نبی کریم صدیقین وشہدا عادل باشادہ اور دیگر انبیائے کرام کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ سوال کیا گیا کہ کیا روحانی طبیب کسی دوسرے کا علاج کرسکتا ہے؟ فرمایا اس وقت تک نہیں جب تک خود اپنا علاج نہ کرلے۔ کیونکہ جو خود ہی راستہ بھولے ہوئے ہو وہ دوسرے کی راہبری کیسے کرسکتا ہے۔ فرمایا کہ میرا وعظ سنتے رہو تمہیں

فائدہ پہنچے گا لیکن میری بے عملی تمہارے لئے ضرر رساں نہیں ۔لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے قلوب تو سوئے ہوئے ہیں ان پر آپ کا وعظ کیا اثر انداز ہوگا؟ فرمایا کہ خوابیدہ قلوب کو تو بیدار کیا جا سکتا ہے ۔البتہ مردہ دلوں کی بیداری ممکن نہیں ،لوگوں نے عرض کیا کہ بعض جماعتوں کے اقوال ہمارے قلوب میں خوف وخشیت پیدا کر دیتے ہیں فرمایا کہ تم دنیا میں ڈرنے والوں ہی کی صحبت اختیار کرو تا کہ روز حشر رحمت خداوندی تم سے قریب تر ہو لوگوں نے عرض کیا کہ بعض حضرات آپ کا وعظ محض اس لئے یاد کرتے ہیں تا کہ اعتراض کر سکیں ۔فرمایا کہ میں صرف قرب الٰہی اور جنت کا خواہش مند رہتا ہوں ۔کیوں کہ نکتہ چینیوں سے تو اللہ تعالیٰ کی ذات بھی مبرا نہیں اسی لئے میں لوگوں سے ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ مجھے برا بھلا نہ کہیں گے ۔عرض کیا گیا کہ بعض افراد کا یہ خیال ہے کہ دوسروں کو نصیحت اسی وقت کرنی چاہئے جب خود بھی تمام برائیوں سے پاک ہو جائے فرمایا کہ ابلیس تو یہی چاہتا ہے کہ اوامر و نواہی، کا سد باب ہو جائے ۔لوگوں نے پوچھا کہ کیا مسلمان کو بغض وحسد کرنا جائز ہے؟ فرمایا کہ برادارن یوسف کا واقعہ کیا تمہارے علم میں نہیں کہ بغض وحسد کی وجہ سے ہی انہیں کیا کیا نقصان پہنچا، البتہ اگر حسد میں رنج وغم کا پہلو ہو تو کوئی حرج نہیں ۔

ریاکاری باعث ھلاکت ھے ۔آپ کے ایک ارادت مند کی یہ کیفیت تھی کہ آیات قرآنی سن کر بے ہوش ہو جاتا تھا ۔آپ نے فرمایا کہ اپنے فعل میں اس امر کو ملحوظ رکھا کرو کہ آواز نہ نکلنے پائے ۔کیونکہ آواز نکلنے سے ریاکاری محسوس ہونے لگتی ہے ۔جو انسان کے لئے باعث ہلاکت ہے اور اگر کسی پر حال طاری نہ ہو بلکہ قصداً طاری کر لے اور کوئی نصیحت بھی اسی پر کارگر نہ ہو تو وہ گنہگار ہے اور جو شخص قصداً روتا ہے، اس کا رونا شیطان کا رونا ہے ۔

بے باک مرد خدا ۔ایک مرتبہ دوران واعظ حجاج بن یوسف برہنہ شمشیر اپنی فوج کے ہمراہ وہاں پہنچا ۔اسی محفل میں ایک بزرگ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ آج حسن بصری کا امتحان ہے کہ وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یا وعظ میں مشغول رہتے ہیں ۔

چنانچہ آپ نے حجاج کی آمد پر کوئی توجہ نہیں کی اور اپنے وعظ میں مشغول رہے۔ چنانچہ اس بزرگ نے یہ تسلیم کرلیا کہ واقعی آپ اپنی خصلتوں کے اعتبار سے اسم بامسمیٰ ہیں، کیونکہ احکام خداوندی بیان کرتے وقت آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اختتام وعظ کے بعد حجاج نے دست بوسی کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اگر تم مرد خدا سے ملنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھ لو، پھر بعض لوگوں نے انتقال کے بعد حجاج کو خواب میں دیکھا کہ میدان حشر میں کسی کی تلاش میں ہے۔ اور جب اس سے پوچھا گیا کہ کس کی جستجو میں ہو تو کہنے لگا کہ میں اس جلوہ خداوندی کا متلاشی ہوں جس موحدین تلاش کیا کرتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ وقت مرگ حجاج کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ اللہ تو غفار ہے اور تجھ سے برتر کوئی دوسرا نہیں۔ لہذا اپنی غفاری ایک کم حوصلہ مشت خاک پر بھی ظاہر کر کے اپنے فضل سے میری مغفرت فرمادے کیونکہ پورا عالم یہی کہتا ہے کہ اس کی بخشش ہرگز نہیں ہوسکتی اور یہ عذاب میں گرفتار رہے گا۔ لیکن اگر تو نے مجھے بخش دیا تو سب کو معلوم ہوجائے گا کہ یقیناً تیری شان فعال لما یرید اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ جب حسن بصری نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ یہ بدخصلت حصول آخرت بھی اپنی مرضی سے کرنا چاہتا ہے۔

مبلغ کی عظمت۔ حضرت علی جب وارد بصرہ ہوئے تو واعظین کو وعظ گوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام منبروں کو توڑ کر پھینک دو۔ لیکن جب حسن بصری کی مجلس وعظ میں پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم عالم ہو یا طالب علم؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ البتہ جو کچھ احادیث نبوی سے سنا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آپ کو وعظ گوئی کی اجازت ہے اور جب حسن بصری کو یہ علم ہوا کہ وہ حضرت علی تھے تو ان کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور ایک جگہ جب ان سے ملاقات ہوگئی تو عرض کیا کہ مجھے وضو کا طریقہ سکھا دیجئے چنانچہ ایک طشت میں پانی منگوا کر حضرت علی نے آپ کو وضو کا طریقہ سکھایا اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام بالطشت پڑ گیا۔

منقول ہے کہ کسی شخص سے جب آپ نے گریہ درازی کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ روز محشر ایک صاحب ایمان اپنی گنہگاری کی وجہ سے برسو جہنم میں پڑا رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ کاش اس کے بدلے میں مجھے پھینک دیا جائے اور وہ محفوظ رہ جائے کیوں کہ مجھے اپنے متعلق یہ توقع نہیں ہے کہ ایک ہزار سال تک بھی چھٹکارا حاصل کر سکوں گا۔

ایک روایت ۔ایک سال بصرہ میں ایسا شدید قحط پڑا کہ دولا کھ افراد نماز استقاء کے لئے بیرون شہر پہنچ گئے اور ایک منبر پر حسن بصری کو بٹھا کر اوپر اٹھائے ہوئے دعا میں مشغول ہو گئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر تم بارش کے خواہشمند ہو تو مجھ کو شہر بدر کر دو اور اس وقت آپ کے روئے مبارک سے خشیت کے آثار ہویدا تھے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ مصروف گریہ رہتے اور کسی نے بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔

خوف آخرت ۔ایک مرتبہ آپ پوری رات مصروف گریہ رہے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا شمار تو صاحب تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے پھر آپ اس قدر گریہ درازی کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ باز پرس کر کے یہ فرمادے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں۔ اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ عبادت خانہ کی چھت پر اس طرح گریہ کناں تھے کہ سیلاب اشک سے پرنالہ بہہ پڑا اور نیچے گزرتے ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک گئے۔ چنانچہ اس نے آواز دے کر پوچھا کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ نے جواب دیا کہ برادرم کپڑے کو پاک کر لینا کیونکہ یہ ایک معصیت کار کے آنسو ہیں۔

دنیا کا انجام ۔آپ کسی مردے کو تدفین کے لئے قبرستان تشریف لے گئے اور فراغت تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس قدر روئے کہ قبر کی خاک تک نم ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ جب آخری منزل ہی آخرت ہے تو پھر ایسی دنیا کے خواہشمند کیوں ہو جس

کا انجام قبر ہے اور اس عالم سے خوفزدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہی ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہی ہے۔ آپ کی نصیحت سے لوگ اس درجہ متاثر ہوئے کہ شدت گریہ سے بے حال ہو گئے۔

زیارت قبور میں عبرت ھے ۔ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ قبرستان میں پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد مدفون ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کے مساوی نعمتیں پانے پر نہ جھک سکا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا کبھی تصور تک بھی نہ آیا لیکن مٹی میں اتنی آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی آسمانوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو وہ خوف زدہ ہو کر پاش پاش ہو جائیں۔

تنبیھه ۔بچپن میں آپ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ آپ کبھی کوئی نیا پیراہن تیار کرواتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے اور اسی کو دیکھ کر اس درجہ گریہ درازی کرتے کہ غشی طاری ہو جاتی۔

نصیحت ۔ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ کو مکتوب ارسال کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے جو میرے تمام امور میں معاون ہو سکے۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا معاون نہیں ہے تو پھر کسی سے بھی امداد کی توقع ہرگز نہ رکھو۔ پھر دوسرے مکتوب کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس دن کو بہت ہی نزدیک سمجھتے رہو، جس دن دنیا فنا ہو جائے گی اور صرف آخرت باقی رہے گی۔

فلسفه تنھائی ۔جب بشر حافی کو یہ علم ہوا کہ حضرت حسن سفر حج کا قصد کر رہے ہیں تو انہوں نے تحریر کیا کہ میری خواہش ہے کہ آپ کے ہمراہ حج کروں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں معافی چاہتا ہوں کیوں کہ میری خواہش یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے میں زندگی گزار دوں اور اگر ہم دونوں ہمراہ ہوں گے تو ایک دوسرے کے عیوب یقیناً سامنے آئیں گے اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے کو معیوب تصور کرنے لگے گا۔

آپ نے سعید بن جبیر کو تین نصیحتیں کیں، اول صحبت سلطان سے اجتناب کرو۔ دوم کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو، خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں۔ سوم راگ رنگ میں کبھی شرکت نہ کرو۔ کیونکہ یہ چیزیں برائی کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں۔

تباہی مردہ دلی میں ہے۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے؟ فرمایا کہ مردہ دلی میں۔ میں نے پوچھا کہ مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ دنیا کی جانب راغب ہو جانا۔

جنات کو تبلیغ ۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نماز فجر کے لئے حضرت حسن بصری کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے دروازہ بند تھا اور آپ مشغول دعا تھے اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں۔ چنانچہ میں یہ خیال کر کے شاید آپ کے ارادت مند ہوں گے باہر ہی ٹھہر گیا اور جب صبح کو دروازہ کھلا اور میں نے اندر جا کر دیکھا تو آپ تنہا تھے چنانچہ فراغت نماز کے بعد جب صورت حال دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے تو کسی سے نہ بتانے کا وعدہ کرو، پھر فرمایا کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں۔ اور میں ان کے سامنے وعظ کہہ کر دعا مانگتا ہوں، جس پر وہ سب آمین آمین کہتے رہتے ہیں۔

کرامت کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ بغرض حج روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدت سے پیاس لگی۔ چنانچہ راستہ میں ایک کنواں نظر پڑا لیکن اس پر رسی اور ڈول کچھ نہ تھا اور جب حضرت حسن سے صورت حال بیان کی گئی تو فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ چنانچہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنوئیں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی۔ لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت سے کنوئیں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے پھر آگے روانہ ہوئے تو راستہ میں سے کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں اور جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش اور صدقہ بھی کیا۔

نیت کا اثر ۔مشہور ہے کہ ابوعمرو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ ایک نوعمر حسین لڑکا تعلیم کے لئے پہنچا اور آپ نے اس کو بری نیت سے دیکھا جس کے نتیجہ میں اسی وقت پورا قرآن بھول گئے اور گھبرائے ہوئے حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوکر پورا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔آپ نے حکم دیا کہ ایام حج ہیں پہلے حج ادا کرو اور حج ادا کر کے مسجد خیف میں پہنچ جاؤ۔وہاں تمہیں محراب مسجد میں ایک صاحب مصروف عبادت ملیں گے، جب وہ عبادت سے فراغت پالیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا۔ابو آمرو کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہاں ایک کثیر مجمع تھا اور کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے تو سب تعظیماً کھڑے ہو گئے اور جب سب لوگوں کے جانے کے بعد وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔چنانچہ ان بزرگ کے تصرف سے مجھ کو دوبارہ قرآن یاد ہو گیا اور جب فرط مسرت سے میں قدم بوس ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ میرا پتہ تمہیں کس نے بتایا۔ میں نے حضرت حسن بصری کا نام لے دیا، یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ حسن بصری نے مجھ کو رسوا کر دیا۔میں بھی ان کا راز فاش کر کے رہوں گا۔فرمایا کہ جو صاحب ظہر کی نماز کے وقت تک یہاں تھے وہ حسن بصری ہی تھے جو اسی طرح روزانہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت تک بصرہ پہنچ جاتے ہیں اور حسن بصری جس کے راہنما ہوں اس کو کسی غیر کی حاجت نہیں۔منقول ہے کہ کسی شخص کے گھوڑے میں کچھ نقص ہو گیا اور اس نے جب حسن سے کیفیت بیان کی تو آپ نے چار سو درہم میں اس سے گھوڑا خرید لیا۔لیکن اسی شب گھوڑے کے مالک نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک گھوڑا چار سو مشکی گھوڑوں کے ہمراہ چلتا پھر رہا ہے اس نے سوال کیا کہ یہ گھوڑے کس کے ہیں؟ تو ملائکہ نے بتایا کہ پہلے تو یہ سب تمہارے تھے لیکن اب حسن بصری کی ملکیت ہیں وہ شخص بیدار ہو کر حضرت حسن کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ آپ اپنی رقم لے کر میرا گھوڑا واپس فرما دیں۔آپ نے فرمایا کہ جو خواب رات تو نے دیکھا ہے وہ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔یہ سن کر وہ مایوس واپس ہو گیا۔پھر دوسری

شب حسن بصری نے خواب میں عالی شان محلات دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کس کے ہیں؟ جواب ملا کہ جو بھی بیع کو توڑ دے۔ چنانچہ آپ نے صبح کو گھوڑے کے مالک کو بلا کر بیع کو توڑ دیا۔

طریقہ دعوت ۔شمعون نامی ایک آتش پرست آپ پڑوسی تھا۔اور جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو آپ نے اس کے یہاں جا کر دیکھا کہ اس کا جسم آگ کے دھوئیں سے سیاہ پڑ گیا ہے۔آپ نے تلقین فرمائی کہ آتش پرستی ترک کر کے اسلام میں داخل ہو جا۔اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔اس نے عرض کیا کہ میں تین چیزوں کی وجہ سے اسلام سے برگشتہ ہوں اول یہ کہ جب تم لوگوں کے عقائد میں سب دنیا بری شے ہے تو پھر تم اس کی جستجو کیوں کرتے ہو؟

دوم یہ کہ موت کو یقینی تصور کرتے ہوئے بھی اس کا سامان کیوں نہیں کرتے ۔سوم یہ کہ جب تم اپنے قول کے مطابق جلوہ خداوندی کے دیدار کو بہت عمدہ شے تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الٰہی کے خلاف کام کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تو مسلمانوں کے افعال وکردار ہیں۔لیکن آتش پرستی میں وقت ضائع کر کے تمہیں کیا حاصل ہوا۔مومن خواہ کچھ بھی ہو کم از کم وحدانیت کو تو تسلیم کرتا ہے مگر تو نے ستر سال آگ کو پوجا ہے اور اگر ہم دونوں آگ میں پڑیں گے تو وہ ہم دونوں کو برابر جلائے گی یا تیری پرستش کو ملحوظ رکھے گی لیکن میرے مولا میں یہ طاقت ہے اگر وہ چاہے تو مجھ کو آگ ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتی اور یہ فرمایا کہ ہاتھ میں آگ اٹھالی،اور کوئی اثر دست مبارک پر نہ ہوا شمعون نے اس کیفیت سے متاثر ہو کر عرض کیا کہ میں ستر سال سے آتش پرستی میں مبتلا ہوں اب آخری وقت کیا مسلمان ہوں گا؟ لیکن جب آپ نے اسلام لانے کے لئے دوبارہ اصرار فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لاسکتا ہوں کہ آپ مجھے یہ عہد نامہ تحریر کر دیں کہ میرے مسلمان ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے تمام گناہوں سے نجات دے کر مغفرت فرمادے گا۔ چنانچہ آپ نے اسی مضمون کا اس کو ایک عہد نامہ تحریر کر دیا۔لیکن اس نے کہا کہ اس پر بصرہ کے صاحب عدل لوگوں کی شہادت بھی تحریر کروائیے۔آپ نے شہادتیں بھی درج کرادیں اس کے بعد شمعون صدق دل

کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوگیا اور خواہش کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ اپنے ہی ہاتھ سے غسل دے کر قبر میں اتاریں اور یہ عہد نامہ میرے ہاتھ میں رکھ دیں تا کہ روز محشر میرے مومن ہونے کا ثبوت میرے پاس رہے۔ یہ وصیت کر کے کلمہ شہادت پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوگیا اور آپ نے اس کی پوری وصیت پر عمل کیا اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ شمعون بہت قیمتی لباس اور زریں تاج پہنے ہوئے جنت کی سیر میں مصروف ہے اور جب آپ نے سوال کیا کہ کیا گزری؟ تو اس نے عرض کیا کہ خدا نے اپنے فضل سے میری مغفرت فرمادی اور جو انعامات مجھ پر کئے وہ نا قابل بیان ہیں۔ لہذا آپ کے اوپر کوئی بار نہیں آپ اپنا عہد نامہ واپس لے لیں۔ کیونکہ مجھے اب کی حاجت نہیں۔ اور جب صبح کو آپ بیدار ہوئے تو عہد نامہ آپ کے ہاتھ میں تھا آپ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تیرا فضل کسی سبب کا محتاج نہیں جب ایک آتش پرست کی ستر سال آگ کی پرستش کے بعد صرف ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کے بعد مغفرت فرمادی تو جس نے ستر سال تیری عبادت وریاضت میں گزارے ہوں وہ کیسے تیرے فضل سے محروم رہ سکتا ہے۔

انکسار۔ آپ اس قدر منکسر المزاج تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصور کرتے۔ ایک دن دریائے دجلہ پر آپ نے کسی حبشی کو عورت کے ساتھ مے نوشی میں مبتلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اس کے سامنے تھی۔ اس وقت آپ کو یہ تصور ہوا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے۔ اسی دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد تھے اور وہ غرق ہوگئی یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے باہر نکلا۔ پھر آپ سے عرض کیا کہ آپ صرف ایک ہی جان بچالیں میں تو امتحان لے رہا تھا کہ آپ کی چشم باطن کھلی ہوئی ہے یا نہیں اور یہ عورت جو میرے پاس ہے یہ میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے یہ سنتے ہی آپ اس یقین کے ساتھ کہ یہ کوئی غیبی شخص ہے اس کے قدموں پر گر پڑے اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے ان چھ افراد کی جان بچائی اسی طرح تکبر سے میری جان بھی

بچادے۔اس نے دعا کی اللہ تعالیٰ آپ کونور بصیرت عطا فرمائے۔یعنی تکبر کو دور کردے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد سے اپنے آپ کو کبھی کسی سے بہتر تصور نہیں کیا اور یہ کیفیت ہوگئی کہ ایک کتے کو بھی دیکھ کر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کتے ہی کے صدقہ میں قبولیت عطا فرمادے۔ایک شخص نے سوال کیا کہ کتے سے آپ بہتر ہیں یا کتا؟ فرمایا کہ اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہوگیا تو میں بہتر ہوں ورنہ کتا مجھ جیسے صدہا گناہگاروں سے افضل ہے۔کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کررہا ہے تو آپ نے بطور تحفہ اس کو تازہ کھجوریں بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ سنا ہے تم نے اپنی نیکیاں میرے اعمال نامہ میں درج کروادی ہیں میں اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کرسکتا۔

سبق آموز واقعات ۔آپ نے فرمایا کہ جب میں چار افراد کے متعلق سوچتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتا ہوں اول مخنث (یعنی ہیجڑا) دوم مست شخص، سوم لڑکا، چہارم عورت، لوگوں نے جب وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے ایک ہیجڑے سے جب گریز کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ میری حالت کا اب تک کسی کو علم نہیں آپ مجھ سے گریزاں نہ ہوں ویسے عاقبت کی خبر خدا کو ہے۔پھر فرمایا کہ ایک شخص مستی کے عالم میں کیچڑ کے اندر لڑکھڑاتا ہوا جارہا تھا تو میں نے کہا سنبھال کر قدم رکھو کہیں گر نہ پڑنا اس نے جواب دیا کہ آپ اپنے قدم مضبوط رکھیں اگر میں گر گیا تو تنہا گروں گا لیکن آپ کے ہمراہ پوری قوم گر پڑے گی۔چنانچہ میں اس قول سے آج تک متاثر ہوں۔پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک لڑکا چراغ لئے ہوئے چل رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ روشنی کہاں سے لے کر آیا ہے؟ اس نے چراغ گل کرتے ہوئے کہا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ روشنی کہاں معدوم ہوگئی۔اس کے بعد آپ کے سوال کا جواب دوں گا کہ روشنی کہاں سے آئی۔پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت منہ کھولے ہوئے ننگے سر غصہ کی حالت میں میرے پاس آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی، میں نے کہا کہ پہلے تم اپنے ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لو۔لیکن اس نے جواب دیا کہ شوہر کے عشق میں میری عقل کھوگئی

اوراگرآپ آگاہ نہ کرتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی اور مجھے بالکل محسوس ہی نہ ہوتا۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کوعشق الٰہی کا دعویٰ بھی ہےاوراسی کی روشنی میں آپ سب کودیکھتے ہیں ۔اس کے باوجود بھی آپ اپنے ہوش وحواس پر قائم ہیں ۔منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ وعظ کرکے منبر سے اترے تو بعض افراد کو روک کرفرمایا کہ میں تو تم پرتوجہ ڈالنا چاہتا ہوں لیکن ان میں ایک شخص تھا جوآپ کی جماعت سے متعلق نہیں تھااس کوحکم دیا کہ تم چلے جاؤ۔

اظھار حقیقت ۔ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم حضوراکرم کے صحابہ کی طرح ہو، یہ سن کرسب لوگ بہت مسرور ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہرگزنہیں کہ تم اپنے کرداراورعادات میں ان جیسے ہو بلکہ تمہارے اندران کی کچھ شباہت پائی جاتی ہے کیونکہ صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ تم ان کودیکھ کردیوانہ تصورکرنے لگتے اوراگروہ تمہاری حالت دیکھتے تو تمہیں ہرگز مسلمان تصور نہ کرتے ۔وہ تو برق رفتار گھوڑوں پرآگے چلے گئے اورہم ایسے زخم خوردہ خچروں پر پیچھے رہ گئے جوزخمی کمر کی وجہ سے چلنے پرقادرنہیں۔

صبر کا مفھوم ۔کسی دہقانی نے جب آپ سے صبرکامفہوم پوچھا تو فرمایا کہ صبر کی دوقسمیں ہیں ۔اول آزمائش اورمصیبت پرصبر کرنا، دوم ان چیزوں سے اجتناب کرنا جن سے احترازکرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔بدو نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے زاہد ہیں۔ فرمایا کہ میرا زہدتو آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہےاورصبر بےصبری کی وجہ ہے۔بدوی نے کہا کہ میں آپ کامفہوم نہیں سمجھا۔فرمایا کہ مصیبت یااطاعت خداوندی پرمیرا صبر کرنا صرف نارجہنم کے خوف کی وجہ سے ہےاوراسی کانام جزع ہے۔اورمیرا تقویٰ محض رغبت آخرت میں اپنا حصہ طلب کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ سلامتی جسم وجان کے لئے ۔اورصابروہ ہے جو اپنے حصہ پرراضی رہتے ہوئے آخرت کی طلب نہ کرے بلکہ اس کا صبرصرف ذات الٰہی کے لئے ہو کیوں کہ اخلاص کی علامت یہی ہے۔

ارشــــادات ۔فرمایا کہ انسان کے لئے ضروری کہ وہ نافع علم، اکمل علم اخلاص،

وقناعت اور صبر جمیل حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے اخروی مراتب کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ اگر مجھے کوئی شراب نوشی کے لئے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ فرمایا کہ معرفت معاندت کو ترک کر دینے کا نام ہے کیوں کہ جنت محض عمل سے نہیں بلکہ خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جب اہل جنت، جنت کا مشاہدہ کریں گے تو سات سو سال تک محویت کا عالم طاری رہے گا کیونکہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کر کے وحدت میں غرق ہو جائیں گے اور جلال الٰہی سے ہیبت طاری ہو جائے گی، فرمایا کہ فکر ایک ایسا آئینہ ہے جس میں نیک و بد کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ جو قول مصلحت آمیز نہ ہو اس میں شر پنہاں ہوتا ہے اور جو خموشی خالی از فکر ہو اس کو لہو و لعب اور غفلت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ فرمایا توراۃ میں ہے کہ قانع شخص مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی وہ سلامت رہا، اور جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا وہ آزاد ہو گیا۔ جس نے حسد سے اجتناب کیا اس نے محبت حاصل کر لی اور جس نے صبر و سکون کے ساتھ زندگی گزاری وہ سربلند ہو گیا۔ فرمایا کہ تقویٰ کے تین مدارج ہیں اول غیظ و غضب کے عالم میں سچی بات کہنا۔ دوم ان اشیاء سے احتراز کرنا جن سے اللہ تعالیٰ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سوم احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا اور قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے صوم و صلوٰۃ سے افضل ہے کیونکہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر و تقویٰ ہے، فرمایا کہ اگر میرے اندر نفاق نہ ہوتا تو میں دنیا کی ہر شے سے اجتناب کرتا اور نفاق نام ہے ظاہر و باطن میں خلوص نیت کے نہ ہونے کا۔ کیونکہ جس قدر مومن گزر چکے ہیں ان میں ہر فرد کو اپنے اندر نفاق کا خطرہ رہتا ہے اور مومن کی تعریف یہ ہے کہ حلیم ہو اور تنہائی میں عبادت کرتا رہے۔ فرمایا تین افراد کی غیبت درست ہے۔ اول لالچی کی، دوم فاسق کی،

سوم بادشاہ ظالم کی۔اور غیبت کا کفارہ اگر چہ صرف استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی بھی طلب کر لے۔

فرمایا کہ انسان کو ایسے مکان میں بھیجا گیا ہے جہاں کے تمام حلال وحرام کا محاسبہ کیا جائے گا۔فرمایا کہ ہر فرد دنیا سے تین تمنائیں لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔اول جمع کرنے کی حرص، دوم جو کچھ کرنا چاہا وہ حاصل نہ ہوسکا۔سوم توشۂ آخرت جمع نہ کر سکا، کسی نے عرض کیا فلاں شخص پر نزع طاری ہے تو فرمایا کہ جس وقت دنیا میں آیا اس وقت سے آج تک عالم نزع ہی میں ہے۔ فرمایا کہ سبکسار چھوٹ گئے اور بھاری بھرکم ہلاک ہوئے کیونکہ دنیا کو محبوب تصور نہیں کرتے نجات انہی کا حصہ ہے اور اسیر دنیا خود کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے اور جو نعمت دنیا پر نازاں نہیں ہوتے مغفرت انہیں کا حصہ ہے کیوں کہ دانش مند وہی ہے جو دنیا کو خیر باد کہہ کر فکر آخرت میں لگا رہے اور خداشناس لوگ دنیا کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں جبکہ دنیا شناس خدا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔فرمایا کہ نفس سے زیادہ دنیا میں کوئی شے سرکش نہیں اور اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دنیا کی کیا کیفیت ہوگی تو یہ دیکھ لو کہ دوسرے لوگوں کے جانے کے بعد کیا نوعیت رہی، فرمایا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ محض دنیا کی محبت میں بتوں تک کو پوجا جاتا ہے۔فرمایا تم سے قبل آسمانی کتابوں کی ایسی وقعت تھی کہ لوگ اپنی راتیں ان کے معانی پر غور وفکر کرنے میں گزار دیتے تھے اور دن میں اس پر عمل پیرا ہو جاتے تھے لیکن تم نے اپنی کتاب پر زیر و زبر تو لگا لئے مگر عمل ترک کر کے آسائش دنیا میں گرفتار ہو گئے۔فرمایا کہ جو شخص سیم وزر سے محبت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی عطا کرتا ہے۔اور جس کے پیرو بیوقوف لوگ ہوں اس کی قلبی حالت درست نہیں اور جس چیز کی تم دوسروں کو نصیحت کرتے ہو پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

فرمایا کہ جو شخص تم سے دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہوگا۔فرمایا کہ دینی بھائی ہمیں اپنے اہل وعیال سے بھی زیادہ عزیز ہیں کیوں کہ وہ دینی معاملات میں ہمارے معاون ہوتے ہیں۔فرمایا کہ دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات

کاحساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا ممکن جو اپنے ماں باپ پرخرچ کیا جائے گا اس کا حساب ہوگا اور جس نماز میں دلجمعی نہ ہو وہ عذاب بن جاتی ہے۔کسی شخص نے جب آپ سے خشوع کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ انسان کے قلبی خوف کا نام خشوع ہے۔کسی نے آپ سے عرض کیا کہ فلاح شخص بیس سال سے نہ عورت کے قریب گیا ہے اور نہ کسی سے ملاقات کرتا ہے اور نماز با جماعت پڑھتا ہے۔چنانچہ جب آپ اس سے ملاقات کی غرض سے پہنچے تو اس نے معافی چاہتے ہوئے اپنی مشغولیت کا ذکر کیا۔آپ نے پوچھا کہ آخر کس چیز میں مشغول رہتے ہو، اس نے کہا کہ میرا کوئی سانس ایسا نہیں جس میں مجھ کو کوئی نعمت حاصل نہ ہوتی ہو اور مجھ سے کوئی گناہ سرزرد نہ ہوتا ہو۔آپ نے فرمایا کہ تیری مشغولیت مجھ سے بہتر ہے۔کسی نے دریافت کیا کہ کیا کبھی آپ کو کوئی خوشی حاصل ہوئی ہے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر کھڑا تھا اور ہمسایہ کی بیوی اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ شادی کے بعد سے پچاس سال میں نے صبر وسکون سے تیرے ساتھ نباہ کیا اور تجھ سے کبھی کوئی ایسی شے طلب نہیں کی جس کا تو متحمل نہ ہو سکتا ہو، نہ کبھی غربت کا شکوہ کیا اور نہ کبھی تیری شکایت کی، مگر یہ سب کچھ محض اس لئے برداشت کیا کہ تو دوسری شادی نہ کرلے لیکن اگر تو دوسری شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر میں امام وقت سے تیری شکایت کروں گی۔مجھے یہ بات سن کر بہت مسرت ہوئی کیونکہ یہ قول قرآن کے قطعاً مطابق تھا جیسا کہ فرمایا **ان اللہ لا یغفران یشرك به یغفر مادون ذالك لمن یشاء** یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا جنھوں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا اور ان کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا، کسی نے جب آپ کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کا کیا حال پوچھتے ہو جو دریا میں ہوں اور شکستہ کشتی کے تختہ پر پانی میں تیر رہے ہوں۔اس نے کہا کہ یہ تو بہت سنگین صورت ہے،بس میرا تو یہی حال ہے۔

ایک مرتبہ آپ عید کے دن کسی ایسی جگہ سے گزرے جہاں لوگ ہنسی مذاق اور لہو ولعب میں مشغول تھے آپ نے فرمایا کہ میں حیرت کرتا ہوں ان لوگوں پر جو ہنسی مذاق میں مصروف ہو کر اپنے

حال کوفراموش کردیتے ہیں۔کوئی شخص قبرستان میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ منافق ہے کیونکہ جس کی نفیسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی حرکت کرتی ہے اس کوموت اور آخرت پر یقین نہیں ہوتا۔اور جوان دونوں پر یقین نہ کرے اس کو منافق کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرر ہے تھے کہ اے اللہ تیری نعمتوں کا شکر نہ بجالا سکا اور ابتلا کی حالت میں صبر کا دامن چھوڑ دیا لیکن عدم شکر کے باوجود بھی تو نے اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھا اور صبر نہ کرنے پر بھی مصیبتوں کا ازالہ کرتا رہا۔

وفات ۔دم مرگ میں آپ مسکراتے ہوئے فرما رہے تھے کہ کون سا گناہ اور یہی کہتے کہتے روح پرواز کرگئی ۔پھر کسی بزرگ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ عالم نزع میں آپ مسکرا کیوں رہے تھے،اور کونسا گناہ بار بار کیوں کہہ رہے تھے؟ فرمایا کہ دم نزع مجھے یہ ندا سنائی دی کہ اے ملک الموت سختی سے کام لے کیونکہ ایک گناہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ اسی خوشی میں مسرور ہوکر بار بار کونسا گناہ کہہ رہا تھا۔وفات کی شب میں کسی بزرگ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دریچے کھلے ہوئے ہیں اور ندا کی جارہی ہے کہ حسن بصری اپنے مولیٰ کے پاس حاضر ہوگئے اور اللہ ان سے راضی ہے۔

مسکین کسے کہتے ہیں

(سلطان باہو)

مسکین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا اور کچھ نہ ہو یا اس کی ملکیت خاک ہو یعنی روئے زمین پر جہاں چاہے بیٹھے۔پس مسکین عارف باللہ اور مفلس اولیاء اللہ کو کہتے ہیں جو امان الٰہی میں ہوں۔دنیا کی حلال چیزوں کا حساب ہوگا۔حرام کے عوض عذاب ہوگا چونکہ اولیاء اللہ کے پاس کچھ نہیں ہوتا اس لئے نہ وہ گنتے ہیں نہ رکھتے ہیں نہ روز قیامت ان سے حساب لیا جائے گا۔

اَلآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار! تحقیق اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہیں ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درنعت سرورِ کائنات علیہ افضل الصّلوٰت

سرورکائنات کی تعریف میں۔ان پر بہترین درودنازل ہوں

کریم السجّایا جمیلُ الشیم　　نبیُّ البرایا شفیعُ لاُمم
شریف عادتوں والے حسین خصلتوں والے　　خلائق کے پیغمبر امتوں کے شفاعت کرنے والے

امامِ رُسُل پیشوائے سبیل　　امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
رسولوں کے امامِ راستے کے پیشوا　　خدا کے امین جبرئیل کے اترنے کی جگہ

شفیعُ الوریٰ خواجۂ بعد ونشر　　امامُ لِہدیٰ صدرِ دیوانِ حشر
مخلوق کے شفیع ، قیامت کے سردار　　ہدایت کے امام قیامت کی کچہری کے صدر

کلیمے کہ خرچ فلک طوراوست　　ہمہ نورہا پرتوِ نور اوست
ایسے کلام کرنے والے چرخ فلک آپ کا طور ہے　　تمام نوران ہی کے نور کا سایہ ہیں

یتیمے کہ نا کردہ قرآن درست　　کتب خانۂ چند ملت بشست
ایسے یتیم کہ (مکتب میں) قرآن پڑھے بدون　　کتنے مذہبوں کے کتب خانے ڈھوڈالے

چوعزمش برآہیخت شمشیر بیم　　بمعجز میانِ قمر زد دونیم
جب ان کے ارادے نے قوت تلوار سونتی　　معجزہ کے ذریعہ چاند کی کمر کے دوٹکڑے کردیئے

چو صیتش درافواہ دنیا فتاد　　تزلزُل درایوانِ کسریٰ فتاد
جب آپ کا شہرہ دنیا کی زبانوں پر ہوا　　کوکسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا

نہ از لات وعزّیٰ برآورد گرد　　　کہ توریت وانجیل منسوخ کرد
نہ صرف لات اور عزّیٰ کی دھول اڑائی　　　بلکہ توریت اورانجیل کومنسوخ کردیا

شبے برنشست ازفلک برگذشت　　　تمکین وجاہ از ملک درگذشت
ایک شب کوسوار ہونے تو آسمان سے گزر گئے　　　عزت اورمرتبے میں فرشتے سے آگے نکل گئے

چناں گرم درتیہ قربت بر اند　　　کہ درسدرہ جبریل ازوباز ماند
نزدیکی کے میدان میں ایسا تیز دوڑایا　　　کہ سدرۃ المنتہا پر جبرئیل آپ سے پیچھے رہ گئے

بدوگفت سالارِ بیت لحرام　　　کہ اے حاملِ وحی برترخرام
(آنحضور) کے کعبہ کے سردار نے اس سے کہا　　　کہ اے وحی کے حامل آگے بڑھو (جبرئیل)

چودر دوستی مخلصم یافتی　　　عنانم زصحبت چرا تافتی
دوستی میں آپ نے جب مجھے مخلص پایا　　　تو میری صحبت سے کیوں باگ موڑی

بگفتا فراتر مجالم نماند　　　بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اس نے کہا آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے　　　میں تھک گیا اس لئے کہ میرے بازو میں طاقت نہیں رہی ہے

اگر یکسر موئے برترپرم　　　فروغِ تجلیٰ بسوزد پرم
اگر ایک بال برابر بھی اوپر اڑوں　　　تو تجلی کی روشنی میرے پر جلادے گی

نماند بعصیاں کسے درگرو　　　کہ داروچنیں سید پیش رو
گناہ کی بدولت کوئی شخص گرفتار نہ رہے گا　　　جو ایسا سردار پیشرو رکھے گا

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا　　　علیک السلام اے نبی الورا
میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں　　　اے مخلوق کے نبی آپ پرسلام ہو

درودِ ملک برروانِ توباد   براصحاب وبر پیروانِ تو باد

خدا کا درود آپ کی روح پرنازل ہو   آپ کے ساتھیوں اورپیروں پرنازل ہو

نخستیں ابوبکر پیر مرید   عمر پنجہ برپیچ دیومرید

سب سے پہلے بوڑھے ابوبکر مرید ہیں   عمر سرکش دیو کے پنجہ پھیرنے والے ہیں

خرد مند عثمان شب زندہ دار   چہارم علی شاہ دلدل سوار

عثمان عقلمند شب بیدار   چوتھے علی ہیں جو دلدل سوا ربادشاہ ہیں

خد ایا بحق نبی فاطمہ   کہ برقول ایماں کنم خاتمہ

اے خدا فاطمہ کی اولاد کے طفیل   ایمان کے قول پر میرا خاتمہ کر

گر دعوتم ردکنی ور قبول   من و دست ودامانِ آل رسول

خواہ تو میری دعا ردکرے یاقبول فرمائے   میں ہوں اورمیرا ہاتھ اورآل رسول کا دامن

چہ کم گرد داے صدر فرخندہ پے   زقدر رفیعت بدرگاہ مے

اے مبارک قدم صدر کیا کم ہوگا   آپ کابلندمرتبہ حی(قیوم) کی بارگاہ میں

کہ باشند مشتے گدایان خیل   بمہان دارالسّلامت طفیل

کہ مٹھی بھرفرماں بردار فقراء   بہشت کی مہمانی میں آپ کے طفیل بن جائیں

خدایت ثنا گفت و تجیل کرد   زمیں بوس قدرِ تو جبریل کرد

آپ کی خدانے تعریف اورتعظیم فرمائی ہے   جبرئیل کوآپ کے مرتبہ کی زمین کابوسہ دینے والا بنایا ہے

بلند آسماں پیش قدرت خجل   تومخلوق وآدم ہنوز آب وِ گل

آپ کے رتبہ کے سامنے بلند آسمان شرمندہ ہے   آپ پیدا ہوچکے تھے اورآدم ابھی مٹی اور پانی تھے

تواصل وجود آمدی از نخست　　دگر ہرچہ موجود شد فرع تست
آپ شروع ہی سے وجود کی اصل ہیں　　دوسری چیز جو بھی موجود ہوئی وہ آپ کی فرع ہے

ندانم کدا میں سخن گویمت　　کہ والا تری زانچہ من گویمت
میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی تعریف میں کیا کہوں　　اس لئے کہ میں جو کچھ بھی کہوں آپ اس سے بالاتر ہیں

تراعزّ لولاک تمکیں بس ست　　ثنائے تو طٰہٰ ویسٓ بس ست
آپؐ کو لولاک کی عزت کافی ہے　　آپ کی تعریف طٰہ اور یسٓ کافی ہے

چہ وصفت کند سعدیؔ ناتمام　　علیک الصّلوٰۃ اے نبی والسّلام
ناقص سعدیؔ آپ کی کیا تعریف کرے　　اے نبی آپ پر درود اور سلام ہو

سبب نظم کتاب

کتاب کے نظم کرنے کا سبب

دراقصائے عالم بگشتم بسے　　بسر بردم ایّام باہر کسے
میں عالم کے اطراف میں بہت گھوما　　ہرطرح کے آدمی کے ساتھ میں نے زمانہ گزارا

تمتع زہر گوشہ یافتم　　زہر خرمئے خوشہ یافتم
میں نے ہرگوشہ سے فائدہ اٹھایا　　میں نے ہر انبار سے خوشہ چنا

چوپاکان شیراز خاکی نہاد　　ندیدم کہ رحمت براں خاک باد
شیراز کے منکسر مزاج پاک طینتو جیسے　　میں نے نہ دیکھے اس سرزمین پر خدا کی رحمت ہو

تولائے مردان ایں پاک بوم　　برانگیختم خاطر از شام وردم
اس پاک سرزمین کے بزرگوں کی دوستی نے　　شام اور روم سے میری طبعیت اچاٹ کردی

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں — تہید ست رفتن سوئے دوستاں

مجھے برامعلوم ہواان باغوں سے — دوستوں کی طرف خالی ہاتھ جانا

بدل گفتم از مصر قند آورند — بدوستاں ارمغانے برند

میں نے دل میں سوچالوگ مصر سے قند لاتے ہیں — دوستوں کے پاس تحفے لے جاتے ہیں

مرا گر تہی بو دازاں قند دست — سخنہائے شیریں تراز قند ہست

اگراس قند سے میراہاتھ خالی ہے — توجائیں قند سے بھی زیادہ شیرذیں موجود ہیں

نہ قندے کہ مردم بصورت خورند — کہ ارباب معنیٰ بکاغذ برند

نہ ایسی قند جولوگ بظاہر کھائیں — بلکہ اصحا ب باطن کاغذ میں لے جائیں

چوایں کاخِ دولت بپر داختم — بروده دراز تربیت ساختم

جب دولت کے اس محل میں میں مصروف ہوا — تواس میں تربیت کے دس دروازے قائم کئے

یکے باب عدلست وتدبیر ورائے — نگہبانی خلق وترس خدائے

ایک باب انصاف اورتدبیر … ے کا ہے — مخلوق کی نگہبانی اورخدا کے خوف کا ہے

دوم باب احسان نہادم اساس — کہ محسن کند فضل حق راسپاس

دوسرے احسان کے باب کی میں نے بنیادرکھی — کیونکہ احسان کرنے والا خدا کے احسان کی شکرگزاری کرتا ہے

سوم باب عشقست ومستی وشور — نہ عشقے کہ بندند برخود بزور

تیسرا عشق مستی اورشور کاباب ہے — ایسا عشق نہیں جواپنے اوپر خواہ مخواہ طاری کریں

چہارم تواضع رضا پنجمیں — ششم ذکر مرد قناعت گزیں

چوتھا تواضع کاپانچواں رضا کا — چھٹا قناعت اختیار کرنے والے انسان کے ذکر کا

بہفتم دراز عالم تربیت   بہشتم دراز شکر برعافیت

ساتواں باب عالم تربیت کا ہے   آٹھواں عافیت پر شکر کا ہے

نہم راہ توبہ است وراہ صواب   دہم درمنا جات وختم کتاب

نواں صواب اور توبہ کے راستے کا ہے   دسواں دعا اور کتاب کے خاتمہ کا ہے

بروز ہمایون وسال سعید   بتاریخ فرخ بیان دوعید

مبارک دن اور نیک سال میں   بابرکت تاریخ میں دوعیدوں کے درمیان

زشش صدفزوں بود پنجاہ وپنج   کہ پرُدر شدایں نام بردار گنج

چھٹی صدی پر بچپن کا اضافہ تھا   کہ یہ مشہور خزانہ موتیوں سے پرہوا

الاا ے خرد مند فرخندہ خوی   ہنرمند نشیندہ ام عیب جوی

اے مبارک عادت عقل مند   میں نے کسی ہنرمند کوعیب جونہیں سنا

قبا گرحریست وگرپرنیاں   بنا چار حشوش بود درمیاں

قباخواہ [illegible] کی ہو یا پرنیان کی ہو   لامحالہ اس میں بھراؤ ہوگا

تو گرپر نیانی بایذا مکوش   کرم کار فرما وحشوم بپوش

تواگر پرنیان پہننے والا ہوتو بھی ایذارسانی کی کوشش نہ کر   کرم کراورمیرا بھراؤ چھپا

تنازم بسرمایہ فضل خویش   بدریوزہ آور دہ ام دست پیش

اپنی بزرگی کے سرمایہ پر مجھے نازنہیں ہے   بھیک کا ہاتھ میں نے آگے بڑھایا ہے

شنیدم کہ درروز امید وبیم   بدں رابہ نیکاں بہ بخشد کریم

میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن   اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ بدوں کوبھی بخشے گا

تو نیز اربدے بینیم در سخن   بخلقِ جہاں آفریں کارکن

تو بھی اگر میرے کلام میں خرابی دیکھے   تو جہاں کے پیدا کرنے والے کے اخلاق سے کام لے

چو بیتے پسند آیدت از ہزار   بمردی کے دست از تعنت بدار

اگر ہزار میں ایک شعر بھی مجھے پسند آجائے   مجھے اپنی جوانمردی کی قسم عیب جوئی سے ہاتھ اٹھالے

ہمانا کہ در پارس انشاء من   چو مشک ست بے قیمت اندر ختن

یقیناً فارس میں تیری انشا پردازی   اسی طرح بے قدر و قیمت ہے جیسے ملک ختن میں مشک

چو بانگِ دُہل ہولم از دور بود   بعیبہ درم عیب مستور بود

ڈھول کی آواز کی طرح میرا شہرہ دور سے تھا   گٹھری میں میرا عیب چھپا ہوا تھا

گل آورد سعدی سوئے بوستاں   بشوخی و فلفلِ بہند وستاں

سعدی باغ کی جانب پھول لے کر چلا ہے   بے باکی سے اور مرچ ہندوستان کی طرف

چو خرما بشیرینی اندودہ پوست   چو بازش کنی استخوانے درست

چھوارے کی طرح چھلکا شیرینی سے بھرا ہے   جب تو اسے چھیلے تو اس میں گٹھلی ہے

ذکر محامد اتابک ابوبکر بن سعد زنگی طاب ثراہ

(سعد زنگی کے بیٹے اتابک ابوبکر کی تعریفوں کا ذکر خدا اسعد کی قبر پاکیزہ کرے)

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود   سر مدحت پادشاہان نبود

میری طبیعت اس طرح کی خواہشمند نہ تھی   بادشاہوں کی تعریف کرنے کا خیال نہ تھا

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود   سر مدحت پادشاہان نبود

میری طبیعت اس طرح کی خواہشمند نہ تھی   بادشاہوں کی تعریف کرنے کا خیال نہ تھا

کہ سعدی کہ گوئے بلاغت ربود مگرباز گویند صاحبدلال
کہ سعدی جو بلاغت کی گنید (جیت) لے گیا شاید صاحبدل لوگ میرے بعد کہیں

سز د گر بدورش بنازم چناں کہ سید بدوران نوشیں رواں
مناسب ہے اگر میں اس کے زمانے پر ناز کروں جیسے آں حضرت نے نوشیرواں کے زمانے پر (فخر کیا ہے)

جہاں دارِ دیں پرور داد گر نیامد چو بوبکر بعد از عمر
دنیا کا نگہبان دین پرور منصف حضرت، عمر کے بعد ابوبکر کی طرح کوئی نہ پیدا ہوا

سرفرازان وتاج مہاں بدوران عدلش بنازاے جہاں
جو سر بلندوں کا سردار اور بڑوں کا تاج ہے اے دنیا تو اس کے انصاف کے زمانے پر ناز کر

گراز فتنہ آید کسے در پناہ ندارد جزایں کشو ر آرام گاہ
اگر کوئی فتنہ سے پناہ چاہے تو اس ملک کے سواء اس کو آرام کی جگہ نہ ملے گی

فطوبیٰ لباب کبیت العتیق حوالیہ من کل فج عمیق
خوش خبری ہے ایسے دروازے کو جو خانہ کعبہ کی طرف ہے اس کے گرد وہ دروازہ راستے سے لوگ آتے ہیں

ندیدم چنیں گنج وملک وسریر کہ وقفست بر طفل ودرویش وپیر
میں نے ایسا خزانہ ملک اور تخت نہیں دیکھا جو بچے اور فقیر اور بوڑھے پر وقف ہو

اولیاء اللہ کون؟

(سلطان باہو)

اولیاء اللہ کی شناخت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ یادالٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ ان کی عبادت اس طریقے سے ہوتی ہے کہ ظاہر سر سجدے میں، زبان ثناء میں، دل ذکر میں، روح فکر میں، ہاتھ حضور کی طرح سخاوت میں، آنکھ معرفت کے دیکھنے میں، قدم مسلمان بھائی کی زیارت میں، کمر امر معروف پر بستہ، کان کلام الٰہی کے سننے کے لئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم تصوف

از ابوالکمال محمد حبیب اللہ باقوی ندوی قادریؒ

(دوسری قسط شمارہ اول)

صورت نقشہ ترتیب مصطلحہ صوفیہ صافیہ

مرتبۂ اولی	مرتبۂ ثانیہ	مرتبۂ ثالثہ	مرتبۂ اربعہ	مرتبۂ خامسہ	مرتبۂ سادسہ	مرتبۂ سابعہ
ذات	تنزل اول	تنزل ثانی	تنزل ثالث	تنزل رابع	تنزل خامس	تنزل ساسی
احدیۃ	وحدتہ	واحدیۃ	روح	مثال	جسم	انسان
باطن	محمدیۃ	ایمان ثابتہ	x	x	x	x

پس معلوم ہوا کہ طالب واصل حقیقت کو پا کر کامل ہو سکتا اور خودی سے بیخودی اور بیخودی سے خدائی حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ شاعر صوفی کہتا ہے

از ہستی خویش گر تو غافل نشوی   ہرگز بمراد خویش واصل نشوی
از بحر ظہور تابہ ساحل نشوی   در مذہب اہلِ عشق کامل نشوی

ترجمه

اگر اپنی ہستی سے تو غافل نہ رہے گا   تو ہرگز اپنی مراد سے واصل نہ رہے گا
ظہور کے سمندر سے ساحل تک نہ پہنچے تو   مذہب عشق میں کامل نہ ہوگا تو

مولانا رومی نے اس پر کیا اچھی روشنی ڈالی ہے

هر درو دیوار گرید روشنم　　پرتو غیرے ندارم کیں منم

درو دیوار کہتے ہیں کہ میں بھی ہوں　　عکس غیر نہیں رکھتا ہوں میں

پس بگوید آفتاب اے نارشید　　چونکہ من غائب شوم آید بدید

پس آفتاب کہتا ہے کہ اے نادان　　جب میں غائب ہوتا ہوں تو وہ ظاہر ہوتا ہے

نیز حضرت صوفی صافی حاجی سید شہاب الدین عرف حسن بادشاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں

درمنزل توحید کسے راراہ است　　گزمنزلت ختم رسل آگاہ است

توحید کی منزل میں اسی کو راستہ ملتا ہے　　جو ختم رُسل کی منزلت سے آگاہ ہے

گنجینہ لاالہ الااللہ را　　مفتاح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ است

گنجینہ لاالہ الااللہ کی　　کنجی محمد رسول اللہ ہے

اصطلاح تصوف میں غسل روحانی پانچ قسم کے ہیں!

قسم اول غسل الواجہ بماء العین یعنی آنسوؤں سے منہ کا دھونا

قسم دوم غسل اللسان بالا استغفار یعنی استغفار سے زبان کا دھونا

قسم سوم غسل القلب بالخوف یعنی خدا کے خوف سے دل کا دھونا

قسم چہارم غسل الروح بالحب یعنی رسول کی محبت سے روح کا دھونا

قسم پنجم غسل الذنب بالتوبۃ یعنی توبہ سے گناہوں کا دھونا

یہ پانچوں غسل ترک دنیا و ذکر موت پر موقوف ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے حب الدنیا نسیان الموت یعنی دنیا کی محبت نسیان موت ہے۔

برزخ (مرشد طریقت)
مشاہدہ (صورت)
ذات (ذکر اسم ذات)
صفات (تصور سبع صفات ذاتیہ)
مد (لفظ الا کہ نفی است)
شد (لفظ الا اثبات حقیقی است)
تحت (از ناف کشیدن)
زق (بالائے دماغ نمودن)
شریعت (بینی) (قلب)

حقیقت (چشم) (روح)
معرفت (گوش) (سرّ)
نفس امارہ (ذکر جلی)
نفس لوامہ (ذکر قلبی) (ملکوت باد)
نفس ملہمہ (ذکر روحی)
(جبروت آب)
نفس مُطمَئِنّہ (ذکر خفی)
(لاہوت آتش)

علم تصوف کے چند ضروری اصطلاحات

ذات = آئنہ ۔ سایہ
عین = عکس ظلّ
وحدت الوجود = (ہمہ اوست) سب
سب کچھ اسی میں ہے
الکل منہ = سب کچھ اسی سے ہے
الکل معہ = سب کچھ اسی کے ساتھ ہے
وحدت الایجاد = (ہمہ بدوست)
واجب الوجود = یعنی وہ ذات جس کا
موجود ہونا ضروری ہے
ممکن الوجود = یعنی وہ ذات
جس کا موجود ہونا ضروری نہیں
موجود = وہ شے جو وجود میں ہے

کچھ وہی ایک ہے
ہوالکل = سب کچھ اسی سے ہے
وحدت الشہود = (ہمہ از اوست)
باعتبار معرفت کے
مظاہر قدرت = قدرت کے آئینے
مناظر فطرت = فطرت کے نمونے
مرتب اکوان = موجودات کے مرتب
عالم ناسوت = انسانیت کا عالم
عالم فلکوت = فلکیت کا عالم
عالم ملکوت = ملکیت کا عالم
عالم جبروت = جبوریت کا عالم

مقصود=وہ شے جس کا مقصد ہوتا ہے
معبود=عبادت کے لائق ذات
مشہود=وہ ذات جو مشاہدہ میں آئی
غیب کا غیب=ماسوا کا سوا

غیب الغیب=وزراء الوراء
توحید فی الذات=توحید باعتبار ذات کے
توحید فی الصفات =ترجمہ باعتبار صفات کے
توحید فی الافعال=توحید باعتبار افعال کے
وحدت=احدیت
ایک باعتبار حقیقت کے
ایک باعتبار معرفت کے
فنا فی اللہ=اللہ کے عشق میں لٹ جانا
بقا باللہ=اللہ کی ذات سے جاملنا
اقطاب=قطب کا درجہ رکھنے والے
اغواث=غوث کا درجہ رکھنے والے
اوتاد=بڑے پائے والے
ابدال=طرح طرح سے بدلنے والے
صاحب جذب وحال=ہوش سے الگ
ہونے والے
جلال و جمال=انداز قہر و مہر
حل وتال=ظاہر و باطن بول چال
رقص وسرود=ناچ گانا

عالم لاہوت=عالم لاالہ کا عالم
عالم یاہوت=یاہو کا عالم
سجدہ امثال=ایک ہی نمونہ کا کئی ہونا
مشاہدہ=نفس کا نظر کرنا
مجاہدہ=نفس کا جہاد کرنا
مراقبہ=نفس کا غور کرنا
کاشفہ=نفس کا راز پالینا
قاب وقوسین=اوادنیٰ دوکمانی کے
برابر یا اس سے زیادہ قریب
فنافی الشیخ=شیخ کے تصور میں گم ہوجانا
فنافی الرسول=رسول کے عشق میں مٹ جانا

مرید=ارادت رکھنے والا
شریعت=ظاہری تعلیم
طریقت=باطنی تعلیم
حقیقت=کلی علم
معرفت=جزئی علم
شجرہ نسب=نسب نامہ
خلعت خلافت=خلافت کا لباس

طاعت=عبادت
اطاعت=فرمانبرداری کرنا
تجلی=چمکنا

وجد و مستی = نشہ اور مستی

حجاب و نقاب = پردہ، اور چادر

محو و استغراق = محو ہو جانا، غرق ہو جانا

قرب فرائض = فرائض کی قربت

قرب نوافل = نوافل کی قربت

ذکر جہری = آواز سے ذکر کرنا

ذکر سری = آہستہ ذکر کرنا

طالب = طلب کرنے والا

اشراقیین = بیٹھ کر روشنی ڈالنے والے

تصرف = اختیار حاصل کرنا

نفس امارہ = امر کرنے والا نفس

نفس لوامہ = ملامت کرنے والا نفس

نفس راضیہ = خوش ہونے والا نفس

نفس مرضیہ = خوش کیا ہوا نفس

نفس مطمئنہ = اطمینان رکھنے والا نفس

نفس ناطقہ = بولنے والا نفس

سالک = چلنے والا

ہالک = ہلاک ہونے والا

مشائین = چل کر روشنی ڈالنے والے

کلمات طیّبات

کلمہ شریعت۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کلمہ طریقت۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ اَمْرُاللّٰهِ

کلمہ حقیقت۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ نُوْرُاللّٰهِ

کلمہ معرفت۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ بَرْزَخُ اللّٰهِ

کلمہ توحید۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ حَقُّ اللّٰهِ

کلمہ ذات۔ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

۷۔(اصول سعادت۔۴ چار ہیں)

۱) خود شناسی (۲) خدا شناسی (۳) دنیا شناسی (۴) آخرت شناسی

اصل اول۔ خود شناسی یعنی (خود کو پہچاننا) اور یہ دو قسم پر ہے، ایک علم ظاہری، دوسری علم باطنی، علم ظاہری یعنی اپنے ظاہر جیسے عالم جسمانی اور عالم شہادت کے جاننے کو کہتے ہیں

پھر اس کی دو قسمیں ہیں قسم اول روح کا تصرف جسم کے ظاہر میں ہو جس کو عالم بیداری کہتے ہیں۔ قسم دوم روح کا تصرف جسم کے باطن میں ہو جس کو عالم خواب کہتے ہیں۔

قسم دوم علم باطنی ؛یعنی اپنے باطن عالم قلب عالم نفس، عالم ملکوت کے جاننے کو کہتے ہیں۔ اسی کی بدولت خداشناسی کی دولت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ صوفیائے کرام کا مقولہ مشہور ہے، من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی اپنے نفس کو پہچانا، اس نے خدا کو پہچانا لیکن اس کھٹن منزل تک پہنچنا بہت مشکل ہے، جیسا کہ حضرت سید شاہ ابوالحسن صاحب قربی قادری کہتے ہیں۔

جسنے جو کو سمجھا سو سمجھا اوسے۔ و لے جو سمجھنے کو آتا کسے

اسی واسطے خودشناسی کو خداشناسی کی کنجی کہتے ہیں نیز اسی بنا پر خودشناسی کو خداشناسی پر مقدم سمجھا جاتا ہے حالانکہ فی الحقیقت خداشناسی خودشناسی پر مقدم ہے۔

اصل دوم ؛خداشناسی یعنی خدا کو پہچاننا، اور یہ منزل دل کی صحیح راہ چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی دو راہیں ہیں ایک ظاہری جیسی دنیاوی سلاطین و امراء کی پیروی میں حاصل ہے اس سے خداشناسی صحیح معنے میں حاصل نہیں ہوتی۔

دوسری باطنی جیسی دینی حکام پیغمبروں نبیوں کی پیروی میں حاصل ہوتی ہے اور دراصل اس سے صحیح طور پر انسان خداشناسی حاصل کرنے کی راہ پاتا ہے۔

اصل سوم ؛دنیاشناسی یعنی (دنیا کو پہچاننا) ابتدائے حیات سے انتہائے ممات تک کے زمانے کو دنیا کہتے ہیں، آدمی اس حیات فانی (دنیا) میں اس لئے آیا کہ وہ دین حاصل کرے اور آخرت کی حیات باقی پانے کی کوشش کرے، جیسا تخم خود کو مٹا کر خاک ہوتا ہے اور اس کی خاک سے ایک درخت اگتا ہے اور اس میں ڈالیاں پتیاں پھول پھل ہوتے ہیں عین اسی طرح انسان انانیت و نفسانیت اور ماسوائی و ماورائی زندگی کو ترک کر کے فنا فی اللہی بقاباللہی زندگی حاصل کرتا ہے تو اسے دنیاشناسی میں خداشناسی کا درجہ ملتا ہے دیکھو صاحب منطق الطیر فارسی میں فرماتے ہیں۔

چوں بدانستی کہ ظل کیستی ۔ فارغی گر مردی و گر زیستی

یعنی اگر تو یہ سمجھ گیا کہ تو کسی کا سایہ ہے تو تو جئے یا مرے تجھے کامیابی نصیب ہوگی۔

اصل چہارم: دین شناسی یعنی آخرت شناسی (ہمیشہ کی زندگی کو پہچاننا) یعنی آدمی کو چاہئے کہ اپنا امیدوار و معاد کا علم حاصل کرے مثلاً یوں سمجھے کہ وہ نطفہ سے علقہ، علقہ سے مضغہ ۔ مضغہ سے جنین ۔ جنین سے طفل ۔ طفل سے شاب شاب سے شیخ ہوا ۔ پھر وہ عام جسمانی یعنی عالم عنصری ظاہری و باطنی جسم وروح کے عالم کو چھوڑ کر عالم روحانی میں جنم لیتا ہے ۔ جسے عالم قبر یا عالم برزخ یا عالم مثال کہتے ہیں۔

پھر وہ ایک عالم پاتا ہے جس میں اس کو کھویا ہوا جسم وروح (جیسا دنیا میں تھا) ملتا ہے اس کا نام عالم حشر یا عالم قیامت یا عالم ابدالآباد یا عالم آخرت کہتے ہیں ۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌلَّكَ مِنَ الْأُوْلٰى** یعنی دوسری آخر زندگی پہلی اول زندگی سے بہتر ہے۔ **فَمَنْ اَرَادَالاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُوْمِنٌ فَاُوْلٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا** یعنی جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لئے پوری کوشش کی ورانحالیکہ وہ مومن ہے تو ان کی کوششیں اللہ کے نزدیک ضرور مشکور ہوں گی اور ایک جگہ فرماتا ہے **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ وَعَمِلُوْ الصَّالِحَاتِ فلنجينه حَيٰوةً طَيِّبَةً** اپنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا تو ہم ان کو اچھی زندگی دے کر زندہ کر دیں گے۔

خدا پرستی

خدا پرستی کو اگر صحیح نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو عقل سلیم صاف صاف بتا دیگی کہ دنیا کی تاریکی اسی نور سے زائل ہوئی ہے ۔ یہ ہرے بھرے درخت یہ رنگ برنگ کے پھول یہ مختلف آوازوں کے پرندے یہ ہیبت ناک جسم کے درندے یہ طرح طرح کے کیڑے مکوڑے یہ قسم قسم کے ہرے ہرے چارے، اناج یہ ہوا یہ پانی یہ تاریکی یہ روشنی، یہ سمندر، یہ دریا، یہ نالہ، یہ پہاڑ، یہ خودرو گھاس یہ پتیوں کی کاریگری، یہ سردی، یہ گرمی، یہ برسات وغیرہ ہم سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ **وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ اِلٰـهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰـهٌ وَّهوَ الحكيم**

الْعَلِيْمِ تَبَارَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔یعنی وہی معبود برحق ہے آسمان میں اور زمین میں اور حکمت والا اور سب چیزوں کا جاننے والا اس کی ذات بابرکات ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ کہ اس کے درمیان میں ہے سب اس کی بادشاہت ہے اور اس کو قیامت کی خبر ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہوگا۔

ایک پتہ کے رگ وریشہ کو ذرا غور سے دیکھو اور اس کی صناعی پر نظر ڈالو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کاریگری بغیر کسی صناع وخلاق کے از خود نہیں ہے۔

برگ درختان سبز در نظیر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

دور کیوں جائے خود آدمی اپنی حالت پر نظر کرے آنکھ کو دیکھے آنکھ کی پتلی کو دیکھے اس ذرا تل میں کیا کیا کرشمے دکھائی دیتے ہیں ۔ زبان کو دیکھئے قوت ناطقہ کو دیکھے ۔ آواز کے اختلافات پر نظر کرے ناک کو دیکھئے، قوت شامہ پر غور کرے کان کو دیکھئے قوت سامعہ کا خیال کرے، دماغ کو دیکھے قوت عاقلہ کو سمجھے دل کو دیکھے قوت متخیلہ کو جانے۔

کیا یہ چیزیں بغیر بنائے بن سکتی ہیں کیا ان کے بنانے والا ازلی ابدی خالق وقادر مطلق نہیں ہے۔؟ اور کیا وہ صانع عالم فاعل مطلق نہیں ہے؟

پھر کیوں لوگ اس راستے سے بھٹکے ٹھوکر کھائے جاتے ہیں خدا کی خدائی کا انکار کر بیٹھتے ہیں؟ چندروزہ زندگی پر اتراتے ہیں۔ کبھی کتراتے ہیں کبھی پھتراتے ہیں ناز کرتے ہیں غرور کرتے ہیں ظلم کرتے ہیں حسد کرتے ہیں غیبت کرتے ہیں فریب ودغا کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں قتل کرتے ہیں چوری کرتے ہیں خوشامدی کرتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو ان کی سزا نہیں ملے گی۔ لیکن صرف دنیاوی قانون سے ڈرتے اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ خدا کا قانون سب سے زیادہ سخت ہے اس کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی ۔ اس کے مجرم کو کچھ دیر بعد دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی۔ ہمارے آقا ومولا رسول مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی صلعم کی ہجرت کا زمانہ جوں جوں بعید ہوتا جاتا ہے لوگوں کو قیامت کا خوف آخرت کا خوف بھولتا جاتا ہے اور شریعت کے رائج وناسخ قانون کو منسوخ جان کر اس کی طرف ذرا بھی

التفات نہیں کرتے خدا کے عذاب سے بچنے کی یہی ایک سبیل الرشاد ہے کہ ہم اپنے خیال کو راسخ کریں اور اپنے عقیدہ کو مضبوط کریں اور سچے دل سے سورۂ اخلاص پڑھیں، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔حق پرستی نہ صرف عقبیٰ میں ہمارے کام آئیگی بلکہ دنیا میں بھی ہمارے لئے ذریعہ آسائش و آرام ہے دنیا کے مشاہیر کے حالات پر غور کرو ان کے واقعات میں عبرت و بصیرت کے بے شمار نکتے مخفی ہیں ظالموں نے اپنے ظلم کی سزا آخر کو ضرورت پائی ہے۔

خداترس لوگ اپنے نیک نام ہمیشہ کے واسطے دنیا میں چھوڑ گئے ہیں آج دنیا میں جو کچھ امن وامان ہے وہ سب خدا پرستی اور خداشناسی ہی کا صدقہ ہے اگر ہم کو خدا کا خوف نہ ہوتا، اگر ہم خدا کو قادر مطلق خالق برحق نہ جانتے ہوتے تو دنیا کے قانون ہمارے اخلاق کو درست نہیں کرسکتے تھے۔خدا کے خوف سے گنہیات سے بچتے ہیں اور دوزخ کے ڈر سے ہم گناہ سے باز رہتے ہیں جنت کی خواہش سے ہم نیک عمل کرتے ہیں۔

تقویٰ اور اس کے فوائد

ایک مرید صادق نے اپنے شیخ کامل سے کہا کہ کچھ وصیت فرمائیے تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی نئی وصیت کہاں سے لاؤں بس خدائے **وحدہ لا شريك له** کی ایک قدیم وصیت پر عمل پیرا ہو جاؤ جو الف آدم سے تا ایندم کل انبیاء و اولیا کی وصیت بھی یہ ہے۔آخر تجھے میری بھی وہی ایک وصیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے **وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوْا اللّٰهَ** ترجمہ بے شک ہم نے تم سے آگے اہل کتاب کو اور تم کو وصیت کی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو (اللہ کے محبوب بن جاؤ) اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ترجمہ بے شک تم میں تقویٰ شعار ہی خدا کے نزدیک برگزیدہ بندہ ہے۔وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ترجمہ جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے مشکلات کو دور کرے گا اور غیب سے اس کو روزی دے گا۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ترجمہ اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ

کرو تو ان کا مکر و فریب تم کو ضرر نہیں دے سکتا۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْ وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ ، ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ متقین کی دعا قبول کرتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْ قَوْلًا سَدِیْداً یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ، ترجمہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بات سچ سچ بولو کہ وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَکَانُوْ یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لا چکے اور تقویٰ رکھتے ہوں ان کے لئے دنیا و آخرت میں بشارت ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُوْاللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔ترجمہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا ہے اور نہ مرو تم مگر جبکہ تم مسلمان ہوں فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ترجمہ پس اللہ سے ڈرو تم تا کہ تم شکر گزار بندے ہو جاؤ غرض تقویٰ عین اسلام ہے ۔ جس کی شان میں اور بہت آیتیں قرآن میں موجود ہیں، تقویٰ کی تاریخ جنت سے ثابت ہے چنانچہ آدم و حوا سے کہا گیا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۱۲۔ ہاں تقویٰ بوڑھے مسلمان کا چنداں معتبر نہیں تقویٰ جوان مسلمان کا قابل قدر ضرور ہے سعدی فرماتے ہیں۔

گدا اگر تواضع کند خوئے اوست — تواضع زگردن فرازاں نکواست

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ متقی جوان کل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے خاص سایۂ رحمت میں ہوگا۔ تقویٰ کی اہمیت اس لئے ہے کہ جسم انسانی میں قدرت نے دو قسم کی قوت رکھی ہے ایک قوت شیطانیہ بہیمیہ جس سے اس کا میلان طبع شہوات نفسیہ کی طرف ہوتا ہے اور جو آفتیں آتی ہیں وہ اسی حد اعتدال کے بجاوز اور افراط و تفریط کی خرابی سے ہوتی ہیں ، دوسری قوت روحانیہ ملکیہ جو موجب صلاح وفلاح باعث نجات و برات ہے اور وہ انسان کو ملاء اعلیٰ سے مستفیض و مستفید بناتی ہے۔

ہدو تقویٰ چیست اے ناداں فقیر — لا طمع بودن زسلطان و امیر

علم سینہ بسینہ کا سفینہ

نورِعرفان دراصل سلسلہ بسلسلہ سینہ بسینہ چلا آرہا ہے اسی لئے اس علم کو علم الدنی یا بلفظ دیگر علم سینہ بسینہ کہتے ہیں چنانچہ نورالنور حضور فیض گنجور صلعم کو غارحرا میں جو پہلا فیض پہنچا وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سینہ سے پہنچا تھا جس کو آنحضرت صلعم نے خود یوں فرمایا فاخزنی نفطنی بلغ منی الجهد یعنی حضرت جبرئیل نے مجھے پکڑ کر معانقہ کیا اور ایسی زوردار قوت سے کام لیا کہ اس کی تاثیر قوی ہوی اور یہ معانقہ تین بار ہوا اور حضور صلعم پر عالم ملکوت عالم جبروت عالم لاہوت کا انکشاف ہوا اس وقت سے آپ کا سینہ سفینہ معرفت انوار الٰہی ہوگیا اسی کو اللہ تعالیٰ نے یاد دلایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ اے حبیب یاد کرو تم ہماری معرفت کے طالب تھے اور اس کا ٹھیک پتہ نہ لگتا تھا اور اس جستجو میں پریشانی کی وجہ نے آپ کی کمر کس کے گرہ ڈالدی تھی پھر ہم نے آپ کا سینہ کھولدیا اور اس کو نور معرفت سے معمور کردیا اور آپ کے ذکر عرفانی کا آواز بلند کردیا۔ پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے پس جب تم ترددات وتفکرات سے فارغ ہوگئے اور تنورات سکینہ تمہارے قلب کی تہاہ میں اتر آئے تو اب ریاضت کرو اور عالم لاہوت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجاؤ

یکے دانی یکے بینی یکے گوئی

واضح ہو کہ آنحضرت صلعم اس علم سینہ کے نور کو دوسروں کے سینے میں عجیب وغریب انداز سے پہنچادیتے تھے کبھی وعظ کے ذریعہ سے کبھی تلاوت قرآن کے ذریعہ سے کبھی دعا سے کبھی سینے پر ہاتھ مار کر کبھی کسی کو گلے لگا کر صحابہ کرام اس کیفیت سے متکیف ہوکر یوں گویا ہوئے تھے۔

چند میگوئی کہ خسرو را کہ کشت　　غمزہ تو چشم تو ابروئے تو

ترجمہ۔ یہ کیا پوچھتا ہے کہ خسرو کو کس نے مارا، خود تیرے اشارے نے تیری نظر نے، تیرے ابرو نے۔

ہر لحظہ جمال خود نوع دگر آرائی　　　شور دگر انگیزی شوق دگر افزائی

ترجمہ، ہر لحظہ رنگ بدل کر اپنا جمال دکھاتا ہے تو ایک شور دوسرا اٹھاتا ہے تو ایک شوق دوسرا بڑھاتا ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سینہ تو اس اصلی معرفت کے سینے کے بالکل سامنے ہی تھا جو نور معرفت یہاں تھا اس کی جھلک وہاں تھی یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماصب الله شيئافي صدرئ الاصبيته فی صدر ابی بکر یعنی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے نور معرفت میرے سینہ میں بھرا وہ میں نے ابوبکر کے سینہ میں بھرا ہے اس لئے باوجود ضعیف ونحیف ہونے کے حضرت ابوبکر صدیق اکبر ہو کر رہے۔

حضرت عمرؓ جاہلیت کے نشے میں سرشار شمشیر بکف اسلام کے مٹانے کو اور بانی اسلام کی گردن اڑانے اور قتل کرنے کو آئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اللهم اخرج مافی صدره من غل وابداله ایماناً، یعنی یا اللہ ان کے سینے میں جو کینہ ہے نکال دے اور اس کو ایمان سے بدل دے نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً نور ایمان ان کے سینے کے سیہ خانہ میں روشن ہوا۔ یہ اسلام کے مٹانے کو آئے تھے مگر اب خلیفہ سرکار رسالت بن کر جاں نثار سپاہی بن گئے۔

کز زمینم بر آسماں کردند

حضرت عثمان غنی کو آنحضرت صلعم نے مبلّغ بنا کر مدینہ سے مکہ روانہ فرمایا تھا۔ اور عین اس وقت مقام حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے بیعت رضوان کے لئے لوگ جمع تھے تو آپ نے لوگوں سے بیعت لی تو ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ ہاتھ عثمان کا ہے مطلب یہ تھا کہ آپ نے غائبانہ حضرت عثمان سے بیعت لی، ایک مرتبہ فرمایا اے عثمان، انه لعل الله يقمصك قميضا فان ارادوك على خلعه فلاتخلعه لهم ،یعنی اے عثمان تمہیں عنقریب اللہ تعالیٰ خلعت خلافت نصیب کرے گا پس اگر لوگوں نے آپ کو اس کے خلع (نکالنے) پر مجبور کر دیا تو ہرگز نہ نکالنا۔ حضرت علیؓ مرتضیٰ کو جب آنحضرت ﷺ نے فیصل خصومات کے لئے ملک یمن میں قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو وہ یعنی حضرت علی متحیر تھے کہ اتنا بڑا قضاوت کا بار گراں میرے سر رکھا گیا تو کیونکر اس سے سبکدوش ہو سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے

فرمایا کہ اے علیؑ میرے قریب ہو جاؤ پھر آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سینہ پر مارا اور فرمایا **اللھم ثبت لسانہ واحد قلبہ** یعنی اے اللہ ان کی زبان کو ثابت رکھ اور نور ہدایت ان کے قلب میں بھر دے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب میں یمن گیا اور مقدمات میرے پیش ہوتے تھے تو میں بآسانی و باقاعدہ فیصلہ کیا کرتا تھا کبھی مجھے کسی مسئلہ میں دقت نہیں پیش آئی۔

غرض اے عزیزو! علم سینہ کے ایسے بہتیرے واقعات کتب احادیث شریفہ و کتب سیر و تواریخ میں موجود ہیں اور جماعت اہل اللہ و اولیاء اللہ کے تذکرے بے شمار ان داستانوں سے مملو ہیں۔

نورحق ظاہر بود اندر ولی　　نیک بیں باشی اگر اہل دلی

مرد حقانی کی پیشانی کا نور　　کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

پس جس کو جو فیض پہنچے مثلاً شاگرد کو استاد سے مرید کو شیخ پیر سے اس کو چاہئے کہ اپنے سینہ میں محفوظ رکھے اور برے کاموں سے ہر طرح بچتا رہے اس لئے کہ وہ فیض نورانی گناہوں کی تاریکی کے ساتھ یکجا جمع نہیں ہو سکتا۔ اور جس سینہ میں غل و غش بغض و حسد، فخر و عداوت پناہ لیتے ہیں وہاں سے یہ حضرت رخصت ہو جاتے ہیں۔

مثنوی شاہ بوعلی قلندر

ہیچ میدانی کہ اصل عشق چیست　　عشق را از حسن جاناں زندگیست

حسن جاناں چوں نظر در خویش کرد　　گشت شیدا عشق را در پیش کرد

عشق چو جبریلؑ در معراج حسن　　بر سر عاشق نہد صد تاج حسن

(۱) تجھے کچھ خبر ہے کہ عشق کی اصل کیا ہے عشق کی معشوق کے حسن سے زندگی ہے۔

(۲) محبوب کے حسن نے جب اپنی طرف نظر کی اپنا عاشق آپ بنا اور عشق کو ظاہر کیا۔

(۳) عشق جبرئیل کی طرح حسن کی معراج میں عاشق کے سر پر سو تاج پہناتا ہے۔

اور بندہ ظاہر حق کا ہوتا ہے یہ مرتبہ فنائے صفات میں حاصل ہوتا ہے

قرب فرائض وقرب نوافل

انہیں دوقرب کے ذریعہ بندہ دربارالوہیت صمدیہ وسرکار حقیقت محمدیہ ﷺ میں پہنچ کرقرب مجسم ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے لا یزال العبد یتقرب الی باالنوافل جتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ ویدہ ودجلہ ونسانہ نبی یسمع وبی یبصروبیی یبطش وبی ینطق ۔یعنی بندہ نوافل کے ذریعہ میری محبت پالیتا ہے میں جب اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان اوراس کی آنکھ اوراس کا ہاتھ اوراس کا پاؤں اوراس کی زبان بن جاتا ہوں گویا میں سنتا ہوں میں دیکھتا ہوں میں چلتا ہوں کہتا ہوں یعنی قرب فرائض وہ ہے جوحق کی طرف آتا ہے یعنی حق تعالیٰ ظاہر بندہ کا ہوتا ہے اور باطن حق کا ہوتا ہے یہ مرتبہ فنائے ذات میں حاصل ہوتا ہے۔قرب نوافل وہ ہے جوخودی کی طرف سے خدا کی طرف جاتا ہے یعنی حق تعالیٰ باطن بندہ کا ہوتا ہے۔اور بندہ ظاہر حق کا ہوتا ہے یہ مرتبہ صفات میں حاصل ہوتا ہے۔

غرض یہ عبدیت کاملہ کا درجہ ہے جس کی طرف شاعر نے اشارہ کیا ہے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات　　تو عین ذات می نگری در تبسمے

موسیٰ توایک ہلکی جھلک سے بے ہوش ہوگئے　　توایک تبسم میں عین ذات کو دیکھ لیتا ہے

علمائے صوفیہ صافیہ

زمانہ قدیم سے مسلمانوں میں علمائے صوفیہ کا جو وقار عزت ہے اس کی حقیقت ظاہر ہے کہ ان کا تقدس اوران کی عظمت سب کے دلوں میں جاگزیں ہے اور بلاشبہ حضرات صوفیہ کا مبارک گروہ مقربان بارگاہ الٰہی سے ہے اس لئے ان کی جتنی بھی جائز تعظیم وتوقیر کی جائے حق بجانب ہے لیکن موجودہ زمانے میں بہت سارے آدم نما ابلیس اس بھیس میں پھیلے ہوئے ہیں جو خدا کی مخلوق کوگمراہ کرکے اس سعادت کی مٹی پلید کررہے ہیں۔

اس لئے دانشمندی کا فرض منصبی ہے کہ سب سے پہلے صوفی حقیقت کو جانچا جائے کہ درحقیقت مدعی تصوف اسلامی صوفی ہے یا ظاہری گوڈڑی کی اوٹ میں صوفیائے کرام کے مرتب مجموعہ اخلاق کا شیرازہ بکھیر رہا ہے اس لئے میں ایک مختصری کیفیت تصوف کی گزارش کرتا ہوں۔

تصوف کیا ہے؟ اور صوفی کون؟ شیخ الاسلام زکریا انصاری نے تحریر فرمایا ہے کہ تصوف ایک علم ہے جس سے تزکیہ نفوس وتصفیہ اخلاق خوبی وظاہر وباطن کا حال معلوم ہوتا ہے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا **التصوف ان یکون مع الله بلاعلاقة** یعنی تصوف یہ ہے کہ تو تعلقات کو چھوڑ کر خدا کا ہو رہے اور اس کے بہترین اصطلاحی معنی علامہ ابو محمد حریری نے یوں بیان کئے ہیں کہ اخلاق حسنہ کا اختیار کرنا اور اخلاق رذیلہ سے باز رہنا تصوف ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ صوفی درحقیقت وہی ہے جس کا قلب تری دنیاوی تعلقات سے پاک اور خدا کی سچی محبت سے معمور ہو مسلک تصوف کا بڑا رکن زہد وتقویٰ ہے جیسا کہ قرآن میں خدا نے فرمایا **اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ** یعنی آگاہ ہو کہ بے شک اولیاء وہ ہیں جو (بجز خوف خدا وحب نبی کے) اور کسی کا خوف اور کسی بات کا غم نہیں رکھتے ایسے کہ انہیں دولت ایمان ودرجہ زہد وتقویٰ نصیب ہے اور انہیں دنیا وآخرت میں (خدا کی طرف سے) بشارت ہے حجتہ الاسلام امام غزالی نے اپنی ایک تصنیف میں لکھا ہے کہ زاہد ومتقی کا بڑا کمال صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی یاد میں اس طرح محو ہو جائے کہ نعیم جنت اور عذاب جہنم کا خطرہ دل میں مطلقاً باقی نہ رہے ایسے زاہد ومتقی کو ولی یا صوفی کہتے ہیں رسالہ قشیریہ میں ہے **من شرط الولی ان یکون محفوظا کماان من شرط النبی ان یکون معصومه فکل من کان للشرع علیه اعتراض فهو مغرور ومخادع** یعنی ولی وصوفی کی شرط یہ ہے کہ وہ (گناہوں سے) محفوظ ہو جیسا کہ نبی ورسول کے لئے شرط ہے کہ معصوم ہو پس جس شخص پر شرعاً اعتراض وارد ہو وہ فریب کھایا ہوا اور دھوکے میں ڈالنے والا ہے۱۲۔

علامہ علاء الدین ابوبکر ابن مسعود کاشانی نے بہت سچ فرمایا **المومن وان علت درجته وارتفعت منزلته وصاد من جملة الاولیاء لایسقط عنه لعبادات**

لمفروضا فی القرآن من الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم وغیر ھالی من زعم ان من صارولیاووصل الی الحقیقتہ سقطت عنہ الشر یعتہ فھو ملحد یسقط العبادۃ من الانبیاء فکیف یسقط عن الاولیاء ۱۲۔یعنی مومن ہر چند درجہ بلند اور مرتبہ ارجمند پر فائز ہوکر والیاء اللہ کے زمرہ میں داخل ہوجائے تاہم نماز وروزہ زکوٰۃ وغیرہ عبادات مفروضہ قرآن سے سبکدوش نہیں ہوتا اور جو شخص گمان کرے کہ اولیاء اللہ واصلان حق پابندی شریعت سے آزاد ہوجاتے ہیں وہ ملحد ہے۔عبادت کی ذمہ داری سے انبیائے کرام بری نہیں ہوسکتے تو اولیاءعظام کو اس ذمہ داری سے برائت کیونکر ہوسکتی ہے۔

درحقیقت یہ گمان کرنا جیسا کہ آجکل کے جاہل اور مکار صوفیوں کا خیال ہے کہ فنافی اللہ ہوجانے والا قیود شرعیہ حدود اسلامیہ سے آزاد ہوجاتا ہے صرف ایک نفسانی وسوسہ شیطانی دغدغہ ہے کیونکہ خدا نے اپنے کلام پاک میں دوستی کا معیار آنحضرت صلعم کی پیروی کو قرار فرمایا ہے دیکھو ارشاد ہوتا ہے **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** پھر اس معیار کو چھوڑ کر خلافت سنت چل کر کوئی کیسے راہ نجات پاسکتا ہے۔سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

بعض دنیادار شعبدہ باز صوفی کہا کرتے ہیں کہ عاشقان الہٰی کو ولولہ عشق وجنون نے اوامر ونواہی سے بیخود بنادیا ہے۔مگر آہ ان حضرات کو اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ فی الحقیقت مخموران بادہ عشق حالت مستی میں بھی اپنے معشوق حقیقی کے خلاف مرضی کوئی کام نہیں کرتے اور انہیں نہیں معلوم کہ امام الاصفیاء حضرت محی الدین بن عربی جو زبردست سرمست جام الست یگانہ زمانہ مانے جاتے تھے وہ بھی ہم سنتے ہیں کہ بےخبری کے عالم میں رہا کرتے تھے لیکن انہوں نے کبھی بھی اوامر کو نہ ترک کیا اور نہ نواہی کا ارتکاب کیا، ہاں حالت جذب میں مجذوب کی بات اور ہے کہ وہ دیوانوں اور ننھے بچوں کی طرح تکالیف شرعیہ سے خود آزاد ومستثنٰی ہیں کہ ان کو خیر وشر کا امتیاز تک نہیں ہوتا۔امام المتکلمین فخر الدین رازی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے قرب حقیقت یہ ہے کہ قلب صنوبری معرفت کے نور سے منور ہو اور عالم کائنات کے ذرہ ذرہ

میں چشم حقیقت بین اللہ کی نشانیوں کا احساس کرے اٹھتے بیٹھتے زبان سے جو کچھ کلمات نکلیں ان میں حمد و نعت کا راگ ہو حتیٰ کہ حرکات وسکنات واشارات وکنایات میں بھی **اللہ جل جلالہ وعم نوالہ وعظم شانہ** کی خدمت منظور ہو۔

حضرت بایزید بسطامی **رحمتہ اللہ علیہ** کا قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے جن کی نسبت بڑا شہرہ تھا کہ وہ جناب درجہ ولایت پر فائز ہیں لیکن صرف یہ دیکھ کر وہ حضرت سمت قبلہ کی طرف تھوکا کرتے ہیں آپ اتنے متنفر ہوئے کہ ان کو اسلام تک نہ کیا اور یہ فرماتے ہوئے کہ (جو بے ادب قواعد شرعیہ کا پابند نہیں وہ اسرار الٰہی وانوار غیر متناہی کا مستحق امین کب ہوسکتا ہے) واپس چلے آئے۔

مذکورہ بالا حکایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ علمائے صوفیہ صافیہ کی کسی کے ساتھ کیا روش تھی کہ وہ امور مستحبات کو واجب العمل قرار دیتے تھے۔ اور معمولی مکروہات کو واجب الترک سمجھتے تھے انہیں کی شان میں مثل مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی بھولے بھالے مومنین کی معمولی نیکیاں عاشقان الٰہی کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتیں۔

لیکن انقلاب دہر گردش تقدیر کے ساتھ شدہ شدہ اس سعادت بابرکت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا اور نیک نیت فرشتہ خصلت صوفیائے کرام کی جماعت کم ہوتی گئی نوبت بایںجا رسید کہ مکار وشعبدہ باز بھیس بدل کر زندہ شاہ دم مدار کا نعرہ مارتے ہوئے خانقاہوں اور درگاہوں میں کود پڑے اور بساط شرع کو تہ کر کے خلاف شریعت عوام الناس کو بہکانا شروع کر دیا۔ **نعوذ باللہ من شرور انفسھم ومن سیات اعمالھم** ہاں بایں ہمہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ابھی دنیا میں بہت سے قدسی صفات بزرگوار موجود ہیں اور ان کے آثار واخبار رنگ لا رہے ہیں گل کھلا رہے ہیں۔ مگر آہ، دنیا کی چند فرقہ وار اہلسنت وجماعت کے مقابلے میں ننگی تلوار بدتہذیبیاں بدعنوانیاں کچھ اس درجہ شرمناک ہوگئی ہیں کہ عام عارفان طریقت عالمان شریعت نے قصداً اپنے نورانی چہرہ کو زیر نقاب کرلیا۔

پس ضرورت ہے کہ شیخ کامل رہبر فاضل کی شناخت کا کوئی معیار حاصل کیا جائے کیونکہ موجودہ زمانہ قحط الرجان میں جبکہ سچے اور جھوٹے کی سرحد الگ کرنی حد درجہ مشکل ہوگئی ہے۔

جیسا کہ مشہور ہے، عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا جائے۔

میرا خیال معیار یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صفات ذیل سے متصف ہو تو امید ہے کہ اس کی رہبری بیڑا پار کردے گی۔

دیکھو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کم سے کم لکھتے ہیں

۱) اولاً علم شریعت اسلامیہ سے بقدر ضرورت حال واستقبال سے واقف ہو

۲) ثانیاً وہ متقی و پرہیزگار ہو یعنی ارتکاب کبائر واصرار علی الصغائر سے بچتا ہو۔

۳) ثالثاً دنیا کا تارک اور عاقبت کا راغب ہو۔ ظاہری و باطنی طاعت پر مداومت رکھتا ہو

۴) رابعاً مریدوں کے طریق کار کا نگہدار رہے۔ اگر کوئی امر ان سے خلاف شرح سرزد ہو تو فوراً اس پر تنبیہ کردے۔

۵) خامساً بزرگوں کی دوامی صحبتوں کا فیض یافتہ ہو (منقول از قول جمیل)

غرض ان اصول پنجگانہ کا جامع شخص درحقیقت ایک حد تک میر شریعت پیر طریقت صاحب معرفت وحقیقت کہے جانے کا مستحق ہوگا ورنہ طالبان ارادت کو مولانائے روم کا یہ شعر پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستی نشاید داد دست

اے بہت سے ابلیس آدمی کی شکل میں ہیں پس ہر ایک کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا چاہیے

اللھم ارنا الحق حقا و الباطل باطلاً آمین یارب العالمین

چیست ین شمس وقمر لیل ونہار　　دین ودنیا اک دگر نقش ونگار

ازپئے علم وعمل شیر وشکر　　ہست ندوی روح وتن باغ و بہار

شعر

صحبتے مرد خدا ایک ساعتے

بہتر است از صد ہزاراں ساعتے

ترجمہ: اللہ والے کے ساتھ ایک گھڑی کی صحبت ایک لاکھ فرمانبرداری واطاعت سے بہتر ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایصال ثواب

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

ایصال ثواب کا مسئلہ امت مسلمہ میں ہمیشہ مسلمہ رہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ کا دین جن نوس قدسیہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے یعنی صحابہ کرام فقہائے عظام، مجتہدین، محدثین اور مفسرین سب ہی اس پر متفق رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایصال ثواب ہمیشہ جمہور کا معمول رہا ہے۔ ایصال ثواب کا مطلب یہ ہے کہ زندہ لوگوں کے لئے دعا واستغفار اور صدقات وخیرات کا ثواب دوسری دنیا میں مرحومین کو پہنچتا ہے اور وہ فوت ہونے کے بعد بھی ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ایصال ثواب کا ثبوت قرآن حکیم میں

۱) قرآن حکیم (پارے ۱۵۔ رکوع ۳) میں مسلمان اولاد کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے والدین کے لئے اس طرح دعا کریں۔

”اے میرے رب! میرے والدین پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔“

۲) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قرآن حکیم (پارہ ۱۳۔ رکوع ۱۸) میں موجود ہے جو ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنین کو بخش دینا، جس دن کہ حساب قائم ہو۔

تمام مفسرین کرام اس پر متفق ہیں کہ قرآن حکیم کی دعا میں تمام اہل ایمان یعنی زندہ اور فوت شدہ دونوں شامل ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فوت شدہ والدین اور مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرنا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے۔

۳) سورہ حشر (رکوع ۱) کی یہ آیت مبارکہ بھی ملاحظہ ہو۔

اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے آگے گئے، ایمان کے ساتھ۔

ظاہر ہے کہ ان دعاؤں سے فوت شدہ مسلمان مرد اور عورتوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے جبھی تو تاکید کے ساتھ قرآن حکیم میں یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ مرحومین کے لئے مغفرت کی دعا مانگو۔ ایسی دعائیں قرآن مجید میں کئی مقامات پر موجود ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں (مرد اور عورتوں) پر انتہائی مہربان ہے۔ اور اس کی بارگاہ میں مومنین کی مغفرت کی دعائیں کرنا اس کے نزدیک نہایت محمود و مطلوب اور پسندیدہ عمل ہے۔

ایصال ثواب احادیث مبارکہ میں

۱) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کے سارے سلسلہ منقطع ہو جاتے ہیں۔ بجز ان تین سلسلوں کے ایک وہ صدقہ جاریہ جو وہ اپنی حیات میں کر گیا۔ دوسرے علم کا کوئی ایسا سلسلہ جس سے لوگوں کو فیض پہنچتا رہے اور تیسرے اولاد صالح جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے (مسلم جلد ۲۔ صفحہ ۴۱)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے کہ آدمی کے اعمال کے علاوہ مرنے کے بعد اسے مزید دو چیزوں سے بھی نفع حاصل ہوتا رہے گا۔ پہلی یہ کہ اس نے کوئی مدرسہ، اسکول، کالج کنواں یا تالاب وغیرہ بنوایا، جس سے لوگ فیض یاب ہوتے رہیں تو جب تک یہ سلسلہ باقی و جاری رہے گا اسے ثواب حاصل ہوتا رہے گا، اور دوسری چیز اولاد صالح ہے جو اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے، ان کے علاوہ احادیث مبارکہ میں صدقہ خیرات اور قربانی وغیرہ کا بھی ذکر موجود ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نیک اعمال کی بدولت بھی فوت شدہ اہل ایمان (عورتوں اور مردوں) کو ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔

۲) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا کہ میرے ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے اور اپنے ترکہ میں انہوں نے مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی اگر میں ان کی جانب سے کچھ صدقہ وخیرات کروں تو کیا میرا یہ صدقہ وخیرات ان (مرحومین) کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا؟ (یعنی اس نیک عمل کا ثواب انہیں پہنچے گا) یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (یعنی یہ تمہارے والدین کے لئے نفع بخش ہوگا) اسی مفہوم کی اور بھی کئی احادیث مبارکہ ہیں جن میں مختلف صحابہ نے ایصال ثواب کا یہ مسئلہ آنحضور ﷺ سے پوچھا اور آپ نے سب کو یہی جواب دیا کہ فوت ہونے والوں کی اولاد کی طرف سے جو صدقہ وخیرات ان کے نام پر کیا جائے گا وہ ان مرحومین کو پہنچتا رہے گا۔

۳) مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، ان کی طرف سے کون سا صدقہ زیادہ بہتر اور افضل ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا الماء (یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے پانی کا انتظام کرو) چنانچہ حضرت سعدؓ نے ایک کنواں تیار کروا کر اپنی والدہ کی طرف سے اس کو وقف عام کر دیا۔

۴) عمدہ (شرح بخاری) علامہ عینی محدث ابن ماکولا کی تخریج سے حضرت انسؓ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ میں نے (یعنی حضرت انسؓ نے) رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مردوں کے لئے جو دعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ وخیرات یا حج ان کی جانب سے کرتے ہیں تو کیا ان کو پہنچ جاتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ پا کر خوشی ہوئی ہے، اسی طرح تمہارے ان تحفوں (ایصال ثواب) سے تمہارے مردوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۵) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میری امت، امت مرحومہ ہے وہ

قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے ان کو گناہوں سے پاک وصاف کر دے گا۔ (بحوالہ شرح الصدور بل ۱۲۸) اس حدیث مبارکہ سے ایصال ثواب کی اہمیت وضرورت اوراس کے فوائد بخوبی واضح ہوجاتے ہیں، آیئے اس بارے میں خود نبی کریم ﷺ کا اپنا طریقہ مبارکہ بھی دیکھتے ہیں۔

آنحضور ﷺ کا عمل مبارک

صحیح مسلم شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار عیدالاضحیٰ کے موقع پر ایک صحت مند اور موٹے تازے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اوراس کو ذبح کرتے وقت فرمایا۔ ''اے اللہ اس کو قبول فرما، میری طرف سے میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے''

گویا آنحضور ﷺ نے اپنی امت کے تمام افراد کے لئے ایصال ثواب کی دعا فرمائی یعنی قربانی کا ثواب اپنی تمام امت کو بخشا۔ سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی میں مروی ہے کہ رسول ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کریں۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ کا معمول تھا کہ وہ عید قرباں کے موقع پر ایک مینڈھے کی قربانی آنحضرت ﷺ کی طرف سے کیا کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ امت کے دوسرے افراد بھی جس مرحوم کے لئے چاہیں قربانی کر سکتے ہیں اور بالخصوص حضور ﷺ کے لئے بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے (بر بنائے محبت) حضور ﷺ کے لئے بہت سے اعمال خیر کئے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی طرف سے متعدد عمرے کئے (فتح الملہم جلد ۳، صفحہ ۳۹) اگر ہم غور کریں تو ایصال ثواب کے مسئلہ کا ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرنے والے کے ساتھ پسماندگان کا قلبی تعلق ہوتا ہے۔ ان کے درمیان برسوں نہایت قریبی روابط قائم رہ چکے ہیں۔

پسماندگان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے عزیز دوست رشتہ دار کے ساتھ (جس کا اب اس دنیا سے تعلق ختم ہو چکا ہے) آخرت میں اچھا سلوک ہو، اس کے ساتھ مغفرت کا برتاؤ۔ وہ قبر اورحشر کے عذاب سے محفوظ و مامون رہے، اسی طرح ہر اولاد کی آرزو ہوتی ہے کہ اس کے والدین دوسری دنیا میں بھی آسودہ رہیں اور رحیم وکریم خالق کی رحمت سے ہم کنار رہیں اس فطری جذبے کے تحت وہ مرحومین کی مغفرت کے لئے دل سے دعا کرتے ہیں اور ان کے ایصال ثواب کے لئے سنت نبویؐ کے مطابق مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں اور یہ اس حلیم وکریم اور غفورالرحیم کی مہربانی ہے کہ وہ اپنے عاجز ودرماندہ بندوں کی دعائیں اور التجائیں سنتا ہے ان کی ڈھارس بندھاتا ہے۔ انہیں صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرماتا ہے اور دوسری دنیا میں پہنچ جانے والے مرحومین کو بھی اپنے دامن رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے۔ ان کے قصور معاف کر دیتا ہے بلکہ وہ تو یہاں تک رحم کرنے والا اور کرم کرنے فرمانے والا ہے کہ خود اپنے بندوں کو سکھاتا ہے کہ وہ ہر نماز میں مرحومین کے لئے دعا کیا کریں۔ **ربنا اغفرلی والوالدی والمومنین یوم یقوم الحساب** کہ اے ہمارے پالنے والے جب حساب کا دن قائم ہو (تو اپنی شان کریمی سے) ہمیں بخش دیناؤ۔ ہمارے پیارے والدین کو بخش دینا اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دینا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے طریق اور جمہور کے مسلسل اعمال خیر کی وجہ سے حضرت امام عبداللہ بن مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ایصال ثواب کو دین کا متفق علیہ مسئلہ قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اہل اسلام کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان گزارشات سے ثابت ہوا کہ مالی عبادات صدقات وخیرات اور قربانی وعمرہ وغیرہ اگر فوت شدہ مومنین اور مومنات کی طرف سے کی جائیں تو یہ شرعاً درست ہیں۔ ان سے مرحومین کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارکہ تھا۔ اور اسی کی آپ ﷺ نے اپنی پیاری امت کو تلقین فرمائی۔ (بشکریہ ریڈیو پاکستان ومنادی نئی دہلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلستان

....از شیخ سعدی

چہ غم دیوارِ اُمّت راکہ دارد چوں توپشتیباں
امت کی دیوار کو کیا غم جبکہ وہ آپ جیسا پشتہ رکھتی ہے
چہ باک ازموج بحرآں راکہ باشد نوحؑ کشتیباں
اس کو سمندر کی پٹار کا کیاخوف جس کا نوح کشتی بان ہو

ہرگاہ کہ یکے از بندگان گنہگار پریشان روزگار دست انابت بامید
جس وقت کہ کوئی گنہ گار بندہ پریشان حال دعا کا ہاتھ قبولیت کی
اجابت بدرگاہ خداوند جل وعلا بردارد، ایزد تعالیٰ درونظر نکند
امید ہے خدائے بزرگ وبرتر کی درگاہ میں بلند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرماتے
بازش بخواند بار دیگر اعراض فرماید بازش بہ تضرع وزاری بہ خواند
وہ پھر اس کو پکارتا ہے دوبارہ وہ رخ پھر لیتے ہیں وہ پھر اس کو عاجزی سے رو کر پکارتا ہے تو
حق سبحانہ وتعالیٰ گوید یا ملائکتی قد استحییت من عبدی ولیس لہ
حق سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے ملائکہ مجھے اپنے بندے سے حیاء آگئی ہے اور اس کے لئے
غیری دعوتش را اجابت کردم وامیدش برآوردم کہ از بسیاری دعا
میرے سوا کون ہے میں نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کی تمنا پوری کر دی۔
اس لئے کہ بندہ کی زیادہ دعا

وگریہ بندہ ہمی شرم دارم بیت

اور رونے سے مجھے شرم آتی ہے

کرم بین ولطفِ خداوندگار گنہ بندہ کردست واو شرمسار

خدا کا کرم اورمہربانی دیکھ گناہ بندہ نے کیا ہے اور وہ شرمندہ ہے

عاکفان کعبہ جلالش بہ تقصیر عبادت معترفند کہ ماعبدناك حق عبادتك

اس کے جلال کے کعبہ کے معتکف عبادت کی کوتاہی کے اقراری ہیں کہ ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی

وواصفان حلیہ جمالش تحیر منسوب کہ ماعرفناك حق معرفتك

اوراس کے حسن کے علیہ کی تعریف کرنے والے حیرانی میں ہیں کہ ہم نے تجھے ایسا نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننا چاہیے تھا۔ قطعہ

گر کسے وصفِ اوزمن پرسد بیدل از بے نشاں چہ گوید باز؟

اگر کوئی اس کی تعریف مجھ سے پوچھے تو بے دل بے پتہ کے بارے میں آخر کیا کہے

عاشقاں کشتگان معشوقند برنیایدز کشتگاں آواز

عاشق معشوق کے مارے ہوئے ہیں مرے ہوؤں کی آواز نہیں نکلتی

یکے از صاحبدلاں بجیب مراقبہ فرو بردہ بودودر بحر مکاشفہ مستغرق شدہ

ایک صاحبدل مراقبہ کے گریباں میں سر ڈالے ہوئے تھا اور کشف کے سمندر میں ڈوبا ہوا

حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محباں گفت ازیں بوستاں کہ

جب اس حالت سے واپس لوٹا ، ایک دوست نے کہا اس باغ سے جس میں

بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں

تو تھا کیا تحفہ لایا اس نے ساتھیوں سے کہا میرا یہ خیال تھا کہ جب

بدرخت گل برسم دامنے پر کنم ہدیہ اصحاب راچوں برسیدم

پھول کے درخت کے پاس پہونچوں گا تو دوستوں کے تحفہ کے لئے دامن بھرلوں گا جب میں پہونچا تو

بوئے گلم چناں مست کرو کہ دامنم از دست برفت

پھل کی خوشبو نے مجھے ایسا مست کردیا کہ دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز　کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

اے صبح کے پرند عشق پروانے سے سیکھ　کہ اس دل جلے کی جان چلی گئی اور آواز نہ نکلی

ایں مدّعیاں در طلبش بیخبر انند　کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

یہ اس کی طلب میں ڈینگیں مارنے والے بے خبر ہیں　کیونکہ جس کو خبر ہوگئی پھر اس کی خبر نہ آئی

قطعــہ

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم

اے وہ ذات جو خیال ، قیاس ، گمان اوروہم سے بالاتر ہے

وز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم

اوراس سے بھی جو لوگوں نے کہاہے اورہم نے سنا اور پڑھا ہے

دفتر تمام گشت وبپایاں رسید عمر

دفتر ختم ہوگیا اورعمر آخر ہوئی

ماہمچناں دراولِ وصف تو ماندہ ایم

اورہم اسی طرح تیری ابتدائی تعریف میں لگے ہوئے ہیں

ذکر محامد پادشاہِ اسلام اتا بک
ابوبکر بن سعد بن زنگی نور اللہ تربتہ

بادشاہ اسلام اتا بک ابوبکر بن سعد بن زنگی کی خوبیوں کا ذکر خدا اس سعد بن زنگی کی قبر کو روشن کرے

ذِکرِ جمیل سعدیؒ کہ در افواہِ عوام افتادہ است وصیت سخنش

سعدی کا ذکر خیر جو عوام کی زبانوں پر ہے اور اس کے کلام کا شہرہ

کہ در بسیطِ زمین رفتہ وقصب الجیب حدیثش کہ ہمچو شکر می خورند ورقعۂ

جو روئے زمین پر ہے اور اس کی بات کے گنے جس کو لوگ شکر کی طرح کھاتے ہیں اور اس کی

منشآتش کہ ہمچو کاغذ زر میبرند برکمال فضل وبلاغت او حمل

انشا پردازی کے کاغذ جس کو سونے کے پتر کی طرح لے جاتے ہیں اس کی بزرگی اور بلاغت کے کمال پر محمول

نتواں کرد بلکہ خداوند جہاں وقطب دائرہ زماں وقائم مقام سلیمانؑ

نہیں کیا جاسکتا بلکہ جہاں کے بادشاہ اور زمانہ کے دائرہ کے قطب اور حضرت سلیمان کے قائم مقام

وناصر اہل ایمان اتا بکِ اعظم مظفر الدّنیا والدّین ابوبکر بن سعد

اور اہل ایمان کے مدد گار اتا بک اعظم دین اور دنیا کا فتح مند ابوبکر بن سعد

زنگی ظل اللہ تعالیٰ فی ارضہ رب ارض عنہ وارضہ بہ عین عنایت نظر

زنگی نے جو اللہ کی سرزمین میں اس کا سایہ ہے اے خدا تو اس سے راضی ہو اور اس کو راضی کر مہربانی کی نگاہ

کردہ است و تحسین بلیغ فرمودہ وارادتِ صادق نمودہ لا جرم کافہ انام

ڈال دی ہے اور بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے۔ اور سچی عقیدت ظاہر کی ہے لامحالہ عوام اور

ازخواص وعوام بہ محبت اوگرا ئیدہ اندوالناس علیٰ دین ملوکہم

خواص تمام مخلوق اس کی محبت کی طرف مائل ہوگئی ہے۔ اور لوگ اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہوتے ہیں۔

رباعی

زانگہ کہ ترا بر من مسکیں نظر ست — آثارم از آفتاب مشہور تر ست

جب سے تیری مجھ مسکین پر نظر ہے — میرے نشانات آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں

گر خود ہمہ عیب ہا بدین بندہ درست — ہر عیب کے سلطان بہ پسند د ہنر ست

اگر سب عیب ہی عیب اس خادم میں ہیں — جو عیب کہ بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم

ایک دن حمام میں ایک خوشبودار مٹی — میرے ہاتھ میں ایک محبوب کے ہاتھ سے آئی

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دل آویز تو مستم

میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عبیر ہے — کیونکہ میں تیری دل کش خوشبو سے مست ہوں

بگفتا من گلے نا چیز بودم — ولیکن مدتے باگل نشستم

اس نے کہا میں ایک ناچیز مٹی تھی — لیکن ایک زمانے تک میں پھول کے ساتھ رہی

جمال ہمنشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ساتھی کے حسن نے مجھ میں اثر کیا — ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں

اللھم متع المسلمین بطول حیاته

وضاعف ثواب جمیله وحسناته وارفع

اے اللہ اس کی زندگی کی درازی سے مسلمانوں کو نفع بخش

اور اس کے اچھے کاموں کا ثواب دوگنا عنایت فرما اور اس کے

درج اوداہٗ وولاتہ ودمر علیٰ اعداہٗ وشناتہ بماتلی فی القرآن من

دوستوں اور یاروں کے مراتب بلند کرا اور اس کے دشمنوں اور بدخواہوں کو

ہلاک کر قرآن کی ان آیتوں کی برکت سے جن کی

ایاتہ وامن بلدہ یارب واحفظ ولدہ

تلاوت کی گئی ہے اور اس کے ملک کو پرامن رکھ اور اس کے لڑکے کی حفاظت فرما

صفات مرشد

(سلطان باہو)

مرشد میں انبیاء جیسی چند ایک صفات ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا سا خوف، حضرابراہیم علیہ السلام جیسی قربانی، حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر، حضرت برجیش علیہ السلام جیسا شوق، حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہم کلامی، حضرت خضر علیہ السلام جیسی سیر، حضرت عیسیٰ روح اللہ جیسی سیف زبانی، حضرت احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا خلق اور فقر۔

مرشد ہونا آسان کام نہیں، مرشد اور ہادی ہونا سرِّ الٰہی ہے۔

اللہ بس ماسوئی اللہ ہوس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

از: مولانا حسن رضا خان صاحب

ہے پاک رُتبہ فکر سے اس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
غش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا
افلاک وارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب وفراز کا
اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا
مانند شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز وگداز کا
تو بے حساب بخش، کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا
کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت شریف

از۔حضرت تجم صاحب

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے یہی تو سنانے کو جی چاہتا ہے
مدینے کو جاؤں پلٹ کر نہ آؤں وہیں گھر بنانے کو جی چاہتا ہے
کروں عرض یہ تھام کر ان کی جالی میں در کا سوالی ہوں اے شاہ عالی
نہ لوٹائے گا مجھے یاتھ خالی کہ بگڑی بنانے کو جی چاہتا ہے
ترا نام ہے بیکسوں کا سہارا تری ذات ہے دردمندوں کا چارہ
تری خاکِ پا جو کہ کحل البصر ہے وہ سرمہ لگانے کو جی چاہتا ہے۔
بلا لیجئے اپنی رحمت کا صدقہ نبوت کا برکت کا عظمت کا صدقہ
بلا لیجئے شان وشوکت کا صدقہ مقدر جگانے جو جی چاہتا ہے
تصور میں سجدہ کیا ان کے آگے زمان ومکاں جھک گئے میرے آگے
جہاں سجدہ ریزی کا لطف آگیا ہے وہیں سر جھکانے کو جی چاہتا ہے
سیہ کاریوں کی فراوانیاں ہیں پریشانیاہی پریشانیاں ہیں
جبیں تیرے قدموں پہ اک روز رکھ کر گنہ بخشوانے کو جی چاہتا ہے
اگر حاضری ہو مری تیرے در پر کبھی جیتے جی تیرے روضہ پہ آکر
عقیدت سے جو تجم کہتا ہے اکثر وہ نعتیں سنانے کو جی چاہتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث شریف

۸۔حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا۔اور اس نے عرض کیا۔یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جس کو انجام دینے سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔آپ نے ارشاد فرمایا۔اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی غیر اللہ کا شریک نہ بناؤ۔فرض نمازیں اور مقررہ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔اس اعرابی نے کہا۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔میں ان احکام پر بلا کم وکاست پورا عمل کروں گا۔یہ کہہ کر جب وہ شخص واپس جانے کیلئے مڑا تو آپؐ نے فرمایا۔جسے یہ بات مرغوب ہو کہ کسی جنتی کو دیکھے،وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

(اخرجاہ البخاری فی۔کتاب ۲۴ الزکاۃ۔باب ا۔وجب الزکاۃ)

۹۔حدیث ابن عمرؓ۔حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے (۱) یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکاۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا

(اخرجاہ البخاری فی۔کتاب ۲۔الایمان: باب ۲۔دعاؤکم ایمانکم)

باب۔۷۔اللہ تعالیٰ، رسولِ اللہ ﷺ اور احکام دین پر خود ایمان لانے اور دوسروں کو ان سب پر ایمان لانے کی دعوت دینے کا حکم

۱۰۔حدیث ابن عباسؓ۔حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔کون لوگ ہیں یا (آپؐ نے فرمایا) کس قبیلہ کا وفد ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا۔ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے۔آپؐ نے

فرمایا۔تم لوگوں 'یا' وفد کوخوش آمدید! باعزت اور سُرخرو آؤ! ان لوگوں نے عرض کیا۔یارسول اللہ! ہم آپؐ کی خدمت میں صرف۔شہرالحرام (حرمت والا مہینہ) میں حاضر ہوسکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپؐ کے درمیان یہ قبیلہ یعنی کفار مضر کا قبیلہ حائل ہے۔لہذا آپؐ ہمیں ایسے جامع اور قطعی امور تلقین فرمادیجئے جو ہم ان لوگوں کو بھی جاکر بتادیں جو ہمارے ہمراہ آپؐ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکے اور جن پر عمل کرکے ہم جنت میں داخل ہوجائیں (گویا جن کو سیکھ لینے کے بعد دینی امور کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے باربار نہ آنا پڑے اور انہی پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہوجائیں) علاوہ ازیں ان لوگوں نے آپؐ سے مشروبات کے متعلق بھی دریافت کیا چنانچہ آپؐ نے انہیں چار باتوں کے کرنے کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ سب کو چھوڑ کر صرف اللہ واحد پر ایمان لائیں۔پھر فرمایا،تمہیں معلوم ہے کہ اللہ واحد پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا،اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں،آپؐ نے فرمایا۔ایمان باللہ سے مراد یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور انہیں حکم دیا کہ نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ) بیت المال میں دیا کریں۔نیز چار چیزوں سے آپؐ نے منع فرمایا یعنی چار قسم کے برتنوں حنتم،دبّا،نقیر،اور مزفّت میں پانی رکھنے اور پینے سے منع فرمایا (راوی کہتے ہیں) ابن عباسؓ کبھی کبھی نقیر کی بجائے مقیرہ بولا کرتے تھے نیز آپ نے ان لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ ان احکام کو بخوبی ذہن نشین کرلو اور جو لوگ تمہارے علاقے میں پیچھے رہ گئے ہیں اور یہاں حاضر نہیں ہوسکے،ان کو بھی ان احکام سے مطلع کردو،

اخرجا البخاری فی،کتاب۔۲۔الایمان،باب۴۰۔اداء الخمس من الایمان

۱۱۔حدیث ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا۔اے معاذ،تم ایسے لوگوں کی طرف جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں لہذا تم سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا،

اگر وہ اللہ کو پہچان لیں (تمہاری دعوت قبول کرلیں) تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات کے (چوبیس گھنٹوں) میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ یہ بھی قبول کرلیں تو انہیں مطلع کرنا کہ اللہ نے ان پر ان کے مال کی زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور انہی کے غربا میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ حکم کو بھی تسلیم کرلیں اور ادائے زکاۃ پر آمادہ ہو جائیں تو ان کی زکاۃ وصول کرنا خبردار! لوگوں کے بہترین مال کو ہاتھ نہ لگانا۔

(اخرجہ البخاری فی کتاب الزکاۃ۔ باب ۴۱۔ لاتوخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ)

۱۲۔ حدیث ابن عباسؓ ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا۔ مظلوم کو بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ مظلوم کی فریاد اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۴۶ المظالم۔ باب ۹۔ الاتقاء والحذر من دعوۃ المظلوم)

باب ۔۸۔ غیر مسلموں سے اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک کہ وہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار نہ کرلیں

۱۳۔ حدیث ابوبکر و عمرؓ حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ وفات پا گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں عرب کے بعض قبائل نے زکاۃ دینے سے انکار کردیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ آپ کس طرح لوگوں سے جنگ کریں گے جب کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لاالـہ الاالله کا اقرار نہ کریں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی شہادت دے دی اس نے اپنا جان و مال محفوظ کرلیا۔ اب اسے میرے ہاتھوں نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ الا یہ کہ از روئے اسلام پر کوئی حق واجب الادا ہو اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا تھا خدا کی قسم میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور روزہ میں فرق کرے گا کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے (جس کا ادا کرنا اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے) بخدا اگر ان لوگوں نے مجھے ایک وانٹنی کے دینے سے بھی انکار کیا (جس طرح آ

ن حضرت ﷺ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے) تو میں ان سے اس انکار کی بناء جنگ کروں گا۔ حضرت ابو ہرہؓ کہتے ہیں کہ (بعد میں) حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ خدا کی قسم اصل بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر فرما دیا تھا اور میں سمجھ گیا تھا کہ حضرت صدیقؓ کا موقف ہی برحق ہے۔

اخرجہ البخاری فی، کتاب ۲۴، الزکاۃ، باب وجوب الزکوۃ

۱۴۔ حدیث ابو ہریرہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لاالہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔ چنانچہ جس شخص نے لاالہ الا اللہ کا اقرار کرلیا اس نے اپنا جان و مال مسلمانوں کی دسترس سے محفوظ کرلیا سوائے اس کے کہ اس پر کوئی قانونی حق واجب الادا ہو اور (اس اقرار کے بعد) اس کا حساب اللہ کے سپرد ہو گیا،

اخرجہ البخاری فی، کتاب ۵۶، الجہاد۔ باب ۲، دعاء النبی ﷺ الی الاسلام والنبوۃ

۱۵۔ حدیث ابن عمرؓ۔ حضرب ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تا آنکہ وہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی شہادت دیں۔ نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔ جب لوگ ان افعال و اعمال پر کاربند ہو جائیں گے تو ان کا جان و مان میرے ہاتھو کی (رسائی) سے محفوظ ہو جائے گا سوائے اس حق کے جواز روئے اسلام ان پر واجب الادا ہوگا اور ان کے باطن کا حساب اللہ کے سپرد ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۲، الایمان، باب ۷ افان تابوا واقاموا الصلاۃ واتوا الزکاۃ فخلوا سبیلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۹

ایمان کی ابتدا لا الہ الا اللہ کے اقرار سے ہوتی ہے

۱۶۔ حدیث مسیب بن حزنؓ۔ حضرت مسیب بیان کرتے ہیں جب ابوطالب کا وقت وفات قریب آیا تو آں حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، اس وقت ابوطالب کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ چچا جان! کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے۔ یہی وہ کلمہ ہے جس کی بناء پر بارگاہ ایزی میں آپ کے مسلمان ہونے کی شہادت دوں گا۔ اس موقع پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا۔ اے ابوطالب، کیا تم دین عبدالمطلب سے منحرف ہو جاؤ گے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ مسلسل ابوطالب کے سامنے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لینے کی عوت پیش کرتے رہے اور وہ دونوں (ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ) اپنی بات دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ ابوطالب نے آخری بات جو ان دونوں سے کہی وہ یہ تھی۔ میں دین عبدالمطلب پر قائم ہوں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود آپ نے ارشاد فرمایا۔ بخدا میں آپ کے لئے اس وقت تک استغفار کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی واقعہ کے پس منظر میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۱۱۳۔ التوبہ

"نبی کریم کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہے"

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۲۳۔ الجنائز، باب ۸۱، اذا قال المشرک عند الموت لا الہ الا اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱۰

جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا ایمان لے کر حاضر ہوگا جس میں ذرا بھی شک کی آمیزش نہ ہوگی وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ آتش دوزخ اس پر حرام ہے!

۱۷۔ حدیث عبادہؓ۔ حضرت عبادہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ معبود نہیں وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ شہادت دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور شہادت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اور اس کے رسول اور کلمۃُ اللہ ہیں جو اس نے حضرت مریمؑ کی طرف القا فرمایا تھا اور روح اللہ ہیں نیز شہادت دی کہ جنت اور دوزخ برحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔ راویانِ حدیث میں سے ایک راوی نے یہ مزید اضافہ کیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہو سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی، کتاب ۶۰، الانبیاء، باب ۴۷ قولہ، یا اہل الکتاب کا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق

۱۸۔ حدیث معاذ بن جبلؓ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپؐ ہی کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرے اور آپؐ درمیان صرف کجاوے کی لکڑی حائل تھی۔ اچانک آپ نے فرمایا۔ اے معاذؓ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ لبیک وسعدیک! پھر آپؐ مزید کچھ دیر چلتے رہے اور سہ بار فرمایا۔ اے معاذؓ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ لبیک و سعدیک، (میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں) پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے اور اس کے بعد دوبارہ فرمایا۔ اے معاذؓ میں نے عرض کیا۔ لبیک وسعدیک، یا رسول اللہ،

آپؐ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اللہ کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی غیر کو عبادت میں ذرا بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ یہ ارشاد فرما کر آپؐ کچھ دیر (خاموشی سے) چلتے رہے، اس کے بعد فرمایا۔ اے معاذؓ بن جبل میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ، وسعدیک، آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جب بندے اللہ کا حق ادا کر دیں تو اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے؟ میں عرض کیا۔ اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ پروہ ان کو عذاب نہ دے۔

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۷۷۔ اللباس۔ باب ۱۰۱۔ ارداف الرجل خلف الرجل)

۱۹۔ حدیث معاذؓ۔ حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عفیر نامی گدھے پر سوار تھا، آپؐ نے فرمایا۔ اے معاذ، کیا تمہیں معلوم ہے بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے، اور اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے۔ میں نے عرض کیا، اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور عبادت میں اس کے ساتھ کسی غیر کو ذرا بھی شریک نہ بنائیں اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک نہ پہنچا دوں، آپ نے فرمایا۔ نہیں انہیں یہ خوشخبری نہ دو کہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے۔ (اور عمل میں کوتاہی کریں گے)

(اخراجہ البخاری فی کتاب ۵۶۔ الجہاد۔ باب ۴۶ اسم الفرس والحمار)

۲۰۔ حدیث انس بن مالکؓ، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر جبکہ حضرت معاذؓ نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپؐ کے پیچھے سوار تھے، حضورؐ نے معاذؓ سے فرمایا۔ اے معاذؓ، حضرت معاذؓ نے عرض کیا۔ لبیک یا رسول اللہ وسعدیک، حضرت انس کہتے ہیں کہ تین مرتبہ آن حضرت نے حضرت معاذ کو مخاطب کیا اور ہر مرتبہ حضرت معاذ نے یہی الفاظ دہرائے، تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا۔ جو کوئی سچے دل سے اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔ حضرت معاذ نے عرض کیا یارسول اللہ، کیا میں اس بات سے لوگوں کو مطلع نہ کردوں کہ وہ خوش ہوجائیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، اگر تم ان کو یہ بات بتادو گے تو وہ اسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہیں گے چنانچہ حضرت معاذؓ نے یہ حدیث اپنے انتقال کے وقت بیان کی وہ بھی اس خیال سے کہ حدیث نہ بیان کرنے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں۔

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۳ العلم، باب ۴۹ من خص بالعلم قوما دون قوم)

باب ۱۲۔ ایمان کی شاخوں کا بیان

۲۱۔ حدیث ابوہریرہؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۲۔ الایمان، باب ۳۔ امور الایمان)

۲۲۔ حدیث ابن عمرؓ۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کررہا تھا کہ حیا اچھی بات نہیں ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو (حیا سے منع نہ کرو) کیونکہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۲۔ الایمان۔ باب ۱۶، الحیا من الایمان)

۲۳۔ حدیث عمران بن حصینؓ۔ حضرت عمرانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حیا صرف بھلائی لاتی ہے۔

(اخرجہ البخاری فی کتاب ۷۷۔ الادب، باب ۷۷، الحیاء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلدستۂ توحیدات اربعہ

از: حضرت سراج العلماء مولانا سید شاہ شہاب الدین قادریؒ

اے کعبہ و بتخانہ کے باشی ثواب و عذاب جو بھی ہے مگر معبود تو ہی ہے ہم آئینوں کے مانند ہیں اور ہم میں تیری صافت ذاتیہ کا عکس ہے اور مشہود (نظر آنے والا) تو ہی ہے ھلائی اور برائی ہماری تیرے ہی جمال و جلال کا عکس ہے اور مقصود تو ہی ہے اے سب سے الگ تھلگ اور سب کے ساتھ رہنے والے ہماری باتیں وہم و خیال ہیں اور موجود تو ہی ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اے طالب لفظ لَا اور اِلَّا پر غور کر ہماری بہبودی کا سرمایہ وہی ایک پاک ذات ہے جو معبود ہے مقصود ہے۔ مشہود ہے اور موجود ہے۔

ربانی واردات و وجدانی کیفیات تو عجیب باتیں ہوتی ہیں

تفاوتِ توحیدِ لامعبود الا اللہ کو بتوسط لاموجود الا للہ سے موافقت دیتے ہوئے جس کا جاننا بجز ریاضت و مجاہدہ محال تھا ان کو مولوی عبدالرحیم صاحب ضیاء نے احاطہ تحریری میں لا کر صاف صاف واضح کر دیا ہے کہ کلمۂ توحید چار طرح پر ہے اور ہر ایک مرتبہ میں رسالت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے سے تعلق رکھتی ہے جو نور علیٰ نور ہے۔

پہلی توحید لامعبود الا اللہ

شریعت شریف ہر عاقل و بالغ کو یہ جاننے کی تکلیف دیتی ہے کہ مومن کے نفس میں حکومت الٰہی کی عظمت اور اس ذات پاک اللہ کی وحدت گھر کر جائے اور اس عظمت و حکومت میں کسی غیر کی شرکت نہ رہنے پائے۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مر در ارسد کبریا منی　　　　که ملکش قدیم است و ذاتش غنی

یعنی میں پنا(انانیت)اورغرورصرف اسی کو(اللہ کو)پہو نچتا ہے یعنی سزاوار ہے کہ اس کا ملک (بادشاہت)قدیم ہے۔ازلی ہے اوراس کی ذات غنی ہے یعنی کسی طرح سے محتاج نہیں ہے اورسب سے بڑا غنی یہی ہے کہ وہ اپنے ہونے میں کسی کا محتاج نہیں ہوا۔اس اجمال کی تفصیل کے لئے تفسیر عزیزیہ خصوصاً تفسیر سورۂ جن و دبستان جن مطالعہ فرمائیں ۔پس لا الہ کے اقرار سے حکومت وعظمت ذاتی اغیار جوانسان کے نفس امارہ میں مضمر ہے بالکل دل سے نکل جائے اور الا اللہ سے صرف حکومت وعظمت الٰہی جاگزین ہوجائے ۔نتیجہ لا الہ الا اللہ ورد کرنا ہے۔صفات ربوبیت واُلوہیت کا خلق سے اوران کا یعنی صفات کا نسبت دینا ہے صرف واحد ذات اللہ تعالیٰ سے۔

اور محمد رسول اللہ مطابق کتاب وسنت کے نبوت کا فیضان علی المراتب انبیاء علیہم السلام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا ثابت کررہا ہے پس جوکوئی ان بزرگوں یعنی پیغمبروں سے انکار کرے تو وہ انکار اللہ کی عظمت وشان سے انکار کرنے کے برابر ہوگا۔قُلْ فِلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ کہہ دیجئے کہ عزت اللہ کے لئے ہے اوراس کے رسولؐ کے لئے اور مومنین کے لئے پس محمدؐ رسول اللہ محمد صلعم کی رسالت کو ثابت کررہا ہے اور بتلا رہا ہے کہ محمدؐ کو جو بزرگی دی گئی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اس سے شرک کی حقیقت کو جو اللہ تعالیٰ کی غیر کی عظمت ذاتی سے پیدا ہوتی ہے ازالہ کردیا گیا ہے اور توحید ورسالت کو مان کر نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرفرازی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

حق شناسوں سے تو تو پوشیدہ نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان جو بمنزلہ مظہر کے ہے ان مظہرات میں یعنی انبیاء اوراولیاء اورتمام مخلوق میں متجلّی ہوئی ہے۔یہی چیز دوسری کسی کی عظمت کو آپ کے مقابلہ میں نہیں ٹھرنے دیتی ہے بلکہ جو کچھ عظمت وبزرگی کسی میں نظر آتی ہے تو وہ رسول علیہ السلام کی ہے جو اللہ کی بات سے ان مظاہرات میں جلوہ افگن ہوئی ہے اسی لئے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ آدم ومن دونه تحت لوائی میں آدم اوراس کے سوا جو کچھ میرے جھنڈے تلے ہے یا جھنڈے کے نیچے ہے حقیقی بادشاہی اللہ تعالیٰ کی ظاہر

ہوتی رہتی ہے اسی کے رسول کا جھنڈا بلند ہے اور رہے گا۔

اس توحید کا حاصل اللہ تعالیٰ کو پاک کرنا ہے عالم سے یعنی مخلوق کی صفات سے کہ اس میں مخلوق کی کمزوری جیسی کوئی کمزوری نہیں ہے۔

اور مومن (ماننے والا) کی استقامت اور امر پر دوری نواہی سے یعنی شریعت کی پابندی ضروری ہے اور دنیا کی جھوٹی عظمت چھوڑ کر عقبیٰ کی نعمتیں حاصل کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی ذاتی عظمت کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ماننا شرک جلی ہے اور کسی کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے جیسی کرنی ثبوت شرک ہے اور محمد ﷺ کی عظمت جیسی اللہ نے آپ کو دی ہے اس کا ماننا ضروری ہے کیونکہ آپ کی ذات کی حقیقت اول ہے یعنی سب سے اول اللہ تعالیٰ کے علم ہی رسالت کی مستحق ہوئی ہے۔

پس لا معبود الا اللہ کا ماننا اللہ کے غیر سے نفرت رکھنا ہے مشرکین ومخالف دین متین سے اور چیتی و چالا کی کھانا ہے دین کے احکامات میں اور تاسف کرنا ان کے فوت ہونے پر اور دور رہنا ہے اہل دل سے (کہ غرور کا سبب نہ بنے)

(دوسری) دوم توحید لا مقصود الا اللہ

مومن شان الوہیت یعنی اللہ کی شان کے جلوہ کو اپنے میں ایسا مستقر مانے کہ اگر بالفرض محال ارسال رسل ونزال کتب نہ ہوتا اور تکلیف ایمان لانے کی اور اسلام قبول کرنے کی نہ دی جاتی تب بھی وہ حق جل علیٰ کو ہی مستحق عبادت جاننا اور اسی کی عبات کو فرض سمجھ کر ادا کرنا (یعنی تخلیق عالم پر غور کرتے ہوئے خالق کو پالینا اور اسی کی عبادت کرنا اور معنی قول مرتضوی و اللّٰہ ما عبدناك خوفاً من نارك ولا طمعاً فی جنتك ولكن وجدتك اهل العبادة نعبد تك میں نے تیری عبادت از روئے خوف نار جھنم سے نہیں کی اور جنت کی طمع نہیں بلکہ تجھ کو میں نے مستحق عبادت سمجھا اور عبادت پر غور کرنا جس میں غرض کی نفی ہو رہی ہے پس وہ اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہ رکھے بلکہ اس کو دلی راحت اس کی

عبادت میں نظر آئے اور الذین هم فی صلوتهم دائمون کہ وہ ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں کہ مصداق ہوجانا چاہئے۔

پس لا الــه سے مومن اپنی نفسانی خواہشات کی نفی کرے یعنی ان کو اپنے دل میں جگہ نہ پکڑنے پاوے اپنے کو نفس کا تابع نہ بنائے اور الا اللّٰه سے محض اللہ کے لئے عبادت کرے، دوزخ کے ڈر سے اور جنت کی امید سے عبادت کرنا بھی ایک خواہش کے تحت ہوجاتا ہے جو وہ بھی شرک ہے جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افرایت من اتخذ الهه هواه تم نہیں دیکھتے جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنایا تو وہ اس کا خدا ہے اور نبیؐ نے فرمایا ہے من شغلك عن اللّٰه فهو هنمك کہ جس چیز نے تجھ کو خدا سے پھیر دی وہ تیرا خدا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ ایک شوریہ حال کا قصہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شوریدہ حال سے پوچھا گیا کہ تو دوزخ کی تمنا کرتا ہے یا جنت کی اس نے جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہ پوچھو مجھے تو وہی پسند ہے جو اس کو یعنی (اللہ کو) میرے لئے پسند آئے۔ اولیاء کا عاشق کب راستہ سے بھٹک کر چل سکتا ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر دوسرے کو چاہئے۔

شوریدہ حالے بنوشت — کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
بگفتا مپرس از من ایں ماجرا — پسندیدم آنچہ اور پسند ومرا
خلاف طریقت بود کہ اولیاء — تمنا کند از خدا جز خدا

اس اعتبار سے نتیجہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه دور کردیا ہے ہر مقصود و خواہش کا دل سے اور راضی بہ رضائے حق ہوجانا تا کہ نفس مطمئن ہوجائے اور رنج و راحت سے متاثر نہ ہونے پائے۔

يَـآيَتُهَا الـنَّـفْسُ الْـمُـطْـمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِی عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

اے نفس آرام پکڑنے والے لوٹ اپنے رب کی طرف خوش ہونے والا پسند کیا گیا پس داخل

ہومیرے بندوں میں اور داخل ہومیری بہشت میں اپنی خواہش وغرض کو نکال دینا چاہئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ آگ میں ڈالے جانے کے وقت بیزاری ظاہر کرنا جبرئیل علیہ السلام کی مدد سے اور سکوت اختیار دعا سے یہی دلالت کر رہا ہے کہ راضی بہ رضا رہنا چاہے (جیسی مرضی مالک کی ویسا ہوگا)۔

اور محمدؐ رسول اللہ اس مرتبہ کے لحاظ سے عمل خالص کی ہدایت کر رہا ہے جس میں خوف وامید کو دخل نہ ہو (غور وفکر کا مقام) کہ جنت ودوزخ پیدا کئے جانے سے ہزاروں سال پہلے نور نبوی صلعم اپنے معبود کی عبادت میں مستغرق تھا اور معراج میں جناب محمد صلعم کی مبارک ذات نے مقام دنی میں سفاتی تجلیات کی طرف نظر نہ کی اور ہدایت سے مازاغ البصر ماطغیٰ کے اپنے دل کو مقصود حقیقی (ذات باری تعالیٰ) سے ہٹ کر مائل نہیں فرمایا۔

حاصل اس توحید کا آگاہ ہونا ہے اپنے مقصد تخلیق سے کہ و ماخلقت الجن والانس لا لیعبدون ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہیں پیدا کئے میں نے جن اور آدمی کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں مری اس توحید کا ثبوت یہ ہے کہ ہمیشہ مومن بخشوع وخضوع طاعات میں اللہ خالی کی نگاہ رہے اس کی محبت اور دشمنی خلق کے ساتھ واسطے اللہ کے ہی ہو اور اس کی ذات سے نہ ہو جس میں اس کا نفس شریک ہو اور ہمیشہ ماسوا اللہ سے بیزاری رکھے اور تلاش حق و معرفت نفس خودی میں لگا رہے اور کبھی اس کا دل کسی دوسری شئی کی طرف مائل نہ ہو، خواہ جنت ہی کیوں نہ ہو یا دنیائے محمودہ۔

کسی سے نفع ہونے پر خوش اور نقصان پہنچنے پر رنجیدہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ چیز اس مرتبہ توحید کے لحاظ سے شرک ہے اور یہ اور یہ شرک خفی ہے جو ظاہر نہیں نظر آتا مگر شرک سرزد ہو جاتا ہے کیونکہ من شغلك من اللّٰه فهو صنمك اللہ سے ہٹ کر جو تیرا شغل ہوگا وہ اس کا اللہ قرار پائے گا۔

جاننا چاہئے کہ صاحب توحید اول جیسا اوپر لا معبود الا اللّٰه کے تحت بیان کیا گیا ہے کہ اس کا قابل طلب عقبیٰ میں لگا رہتا ہے کہ وہ بھی ایک منزل ہے ایمان کی لیکن اسی توحید

لا مقصود الا اللہ کا قائل طلب مولا میں لگا رہتا ہے کہ من جد وجد جس نے کوشش کی یا تلاش کی اس نے پایا اس مرتبہ میں بصیرت نے رویت یار بھی نصیب ہوئی اور اگر نہ ہووے تو یہاں چلے جانے کے بعد اس عالم میں عمل محجوب رہے گا طالب کو صبر کی طاقت کہاں مگر قوت بصیرت اس قدر نہ حاصل کرے تو رویت یار محال ہوگی اور اطمینان بجز مشہود کے میسر نہیں ہوتا۔ لہٰذا مشہود حاصل کرنے کے لئے لا مشھود الا اللہ کا سمجھنا بھی ضروری ہوگیا۔

تیسری سوم توحید لاَ مَشْھُوْدٌ اِلَّا اللہ

مومن کو چاہئے کہ اللہ کی ربوبیت کے نشان اس کی عظمت کی شان اور اس کے انعام کے نقوش اپنے میں اور جہاں میں مشاہدہ کرکے جو کچھ احتیاج و ناچیزی (بے قدری) جہاں کی ہے اس پر ظاہر ہووے کہ حقیقت جہاں کی عدم ہے اور اللہ تعالیٰ کی حقیقت وجود وجود مطلق ہے پس عدم الحیوۃ عدم العلم و عدم القدرۃ عدم الکلام و عدم الشمع و عدم البصر و عدم الارادہ اسی طرح تمام نقائص ہم کو لازم آتے ہیں کیونکہ ہماری حقیقت عدم ہے اور عدم میں نہ حیات ہے نہ علم ہے نہ قدرت ہے نہ کلام کرنے کی طاقت نہ سننے نہ دیکھنے کی اور نہ قوت ارادی رکھتے ہیں اس لئے ہم اپنی معدومیت کے سبب معدوم ہوتے رہتے ہیں اور اپنی اصل کی طرف لوٹتے ہیں اور حق تعالیٰ کی صفت بخشی سے مستفید ہوکر اپنے میں زندگی، گویائی، بینائی، شنوائی و توانائی پاتے رہتے ہیں۔ اگر یہ فیض ایک دم کے واسطے منقطع ہوجائے تو پھر ہم وہی مردے اندھے، بہرے ہوجائیں گے۔ آثار حیات اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں جو عالم سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

قطعہ:

ذات من نقش خیال خوش تو است　　　　من مگر خود صفت ذات توام
نقش اندیشۂ من جملہ ز تو اس　　　　گوئے الفاظ عبارات توام

میری ذات یعنی مخلوق کی ذات اللہ تعالیٰ کے صفات کا نقش ہے جو کچھ مخلوق کی ذات میں

نظر آ رہا ہے سب اس کا اللہ کا ہے ہم (مخلوق) اپنی نادانی سے ان تمام صفات کو مستقل طور پر اپنے سمجھتے ہیں حضرت نظامیؒ صاحب فرماتے ہیں۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست   تو وادی ہمہ چیز و من چیز تو است

نہیں لایا میں تو اپنے گھر سے کوئی چیز پہلے تو نے ہی دی تمام چیزیں اور میں خود تیری چیز ہوں۔ پس لا الٰــــہ سے ان تمام صفات کا عالم سے دور کرنا ہے اور الا اللّٰہ سے ان تمام صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے منسوب کرنا ہے نتیجۂ لا الٰــہ الا اللّٰہ عالم کو ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے ان صفات کا محتاج بتلا رہا ہے یعنی عالم محتاج ہی محتاج ہی ہے اور اللہ تعالیٰ غنی ظاہر کر رہا ہے کہ یہ صفات ہیں کے ذاتی ہی وہ کسی کا محتاج نہیں اور اُس کی فیض سے عالم سے وہ صفات نظر آ رہے مختصر یہ کہ عالم کی دائمی محتاجی اور اللہ تعالےٰ کے دائمی غنی کو بتلا رہا ہے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ یہی ہے اور یہی حقیقت مسئلہ تجدد امثال کی ہے کہ ہر عالم ہر لحظہ فنا ہوتا رہتا ہے اور اسی کی (اللہ کی) فیاضی سے قائم ہوتا ہے اگر یہ فیض رک جائے تو پھر عالم یعنی مخلوق مردہ ہو جائے۔

اور محمدؐ رسول اللہ مشاہد (مشاہدہ کرنے والا) سرمۂ ہدایت اپنی بصیرت کی آنکھ میں لگائے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ اللہ دوست ہے مومنوں کا اور نکالا ہے ان کو ظلمات گمراہی سے نور ہدایت کی طرف ، نتیجہ محمد رسول اللہ منجلی ہونا ہے اعدام (عدم کی جمع) کا دمبدم۔ عطیات بالا جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے بذریعہ تجلی بواسطۂ ذات بابرکات یعنی محمدؐ رسول عالم کو فیضان پہونچتا ہے۔

ثمرہ اس توحید کا عبدیت کی حقیقت کا انکشاف ہے کہ وہ ہر لحہ اللہ کے فیضان کی محتاج ہے جس طرح بے نور ستارے آفتاب کے نور سے متجلی ہو کر روشن نظر آتے ہیں اسی طرح مخلوق یعنی عبد ذات باری تعالیٰ کے نور سے متجلی اپنے میں اس کے صفات کو ظاہر کر رہا ہے ورنہ وہ فی نفسہ ان صفات کا مالک نہیں ہے جو اوپر بیان کی گئی ہیں اور بھی تجدد امثال ہے کہ باوجود آپس کی غیریت کے عالم آئینہ کے مانند رحمان (جو تجلی فرماتا ہے) کی شان کو اپنے میں دکھا رہا

ہے۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ وَ فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْن میں بتاتا ہوں میرے وجود کی نشانیاں ان کو جہاں میں اور ان کے نفوس میں بھی یہاں تک کہ ان کو ثبوت مل جائے کہ میرا وجود حق ہے پس کیا تم نہیں دیکھتے وَاللّٰهُ مَعَكُمْ أَيْنَ مَاكُنْتُمْ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم رہیں)۔

اس منزل توحید میں عالم کے افعال کو اللہ تعالیٰ کے افعال میں فنا کرنا ہے اور عالم کے صفات کو اللہ تعالیٰ کے صفات میں فنا کرنا ہے اور یہی قرب نوافل کی حقیقت ہے یہ گڑیا کی حرکت کے پیچھے حرکت کرانے والے کا معائنہ کرنا چاہئے ، اسی طرح دیکھنے والا اللہ تعالیٰ کو اپنی آنھک بند کرکے اللہ کو اللہ ہی سے دیکھے اس طرح صفاتی قید اٹھ جاتی ہے اور کشادگی ہی کشادگی ہوجاتی ہے اور عالم کا سننا حق کا سننا ہے اور اسی طرح توحید کو سمجھنے والا ہر ذرہ سے آفتاب کے نور کو دیکھتا ہے اس طرح کے آدمی کی مثل ایسی ہے کہ اس کی آنکھ کھلی ہے اور وہ آفتاب کے نور کو درو دیوار سے دیکھ رہے ہیں۔

چشم بکشا کہ جلوہ دلدار　　تجلی است درو دیوار

دلدار یعنی معشوق ہی اللہ تعالیٰ کی شان ہر درو دیوار سے یعنی ہر ذرہ کائنات سے عیاں ہے صرف آنکھ کھول کے دیکھنے کی ضرروت ہے یعنی واقفیت ہونا ہے، لیکن اتنی واقفیت پر بھی کم استداد آفتاب (ذات الٰہی) کو نہیں دیکھتا ہے تو توحید وجدی کے کنگرے پر چڑھ جانا ضروری ہوا جس کا بیان آگے آرہا ہے مگر یہاں تک سمجھ جانے کے بعد نفع نقصان کو جو عالم سے پہونچتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سمجھنا ہے کیونکہ غیر سے سمجھنے میں پوشیدہ شرک ہورہا ہے رنج وغم میں زید وعمر کی قید نہ رہے بلکہ تکلیف سے زیادہ لذت حاصل کرے کیونکہ ضرب الحبیب و بیب دوست کی مار غیر محسوس ہوتی ہے یعنی بری نہیں معلوم ہوتی ہے اور غیر سے سمجھنے میں دو وجود متفق ہوتے ہیں یعنی قرار پاتے ہیں ایک وجود مشاہدہ کرنے والے کا اور دوسرا وجود مشاہدے میں آنے والے کا۔

چوتھی، چہارم توحید لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ

مومن کو چاہئے کہ اپنی ہستی اور عالم کی ہستی کو سوائے حق کے نہ جانے، نہ دیکھے باوجود ان خاصہ کے جو نظر آتے ہیں اصل میں تعنیات ہیں کہ ان کو حدث وقید ونقائص لگے ہوئے ہیں جو ان کے افعال وآثار میں نظر آتے ہیں جو واقعی ہیں جس طرح انسانی کلمات مخارج وحروف کے نفس انسانی سے غیر ہوتے ہیں اور حادث ہیں مگر اصل میں وہ ایک ذات انسانی ہے...... ہیں اور ہر کلمہ وہر لفظ میں حرکت نفس انسانی ہی مضمر ہے پر وہ غیر نہیں ہیں اسی طرح کلمات نفس رحمانی بھی عقل سے انسان انسان کامل تک نفس رحمانی میں ہی مستقر ہیں یعنی قرار پکڑے ہوئے ہیں، غیر نہیں ہیں اور تمہارے عارضی نقائص سے بری۔

من وتو عارض ذات وجودیم   در مشکہائے مشکوٰۃ وجودیم

پس لا الٰـــہ سے ان کی نفی ہو رہی ہے (وجوداً نفی ہو رہی ہے) جو اس کے سوائے نظر آ رہے ہیں اور الا اللہ سے ہستی وجود مطلق مشہود ہو رہی ہے۔ نتیجہ لا الٰہ الا اللہ یہ ہے کہ سالک کو نہ خود کی خبر ہووے اور نہ ماسوا کا اثر دیکھے ہر صورت میں خواہ عرض ہو یا جوہر جمال مطلق کو جلوہ گر دیکھے اور خود کی صورت بھی نہ رہے (اور جمیل جمال رکھنے والے کو دیکھے)

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وہی سب سے پہلے اور سب سے آخر اور ظاہر باطن اور سب سے چھپا ہوا ہے۔

سالک کی نظر میں تعین کا مرتبہ مستھلک ہلاک شدہ ومعدوم ہے اور وجود مطلق شہود (نظر آنے والا) ومعدوم ہے اور محمد رسول اللہ سے خود کی بے حقیقتی ظاہر ہو رہی ہے۔

بفرمان اَلا کل شئی ما خلا اللہ باطل و کل نعیم لا محالة زائل ۔یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ ماسوا اللہ ہر شئے باطل ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ ہر نعمت زائل ہونے والی ہے پس ایمان کے کانوں سے سنو اور وجودیت کے تمام اسناد (سندیں) ہر چیز سے مسلوب یعنی سلب کر ڈالو اور حق کے ساتھ جو وجود مطلق ہے ثابت دکھاؤ اور رسول اللہ کے مفہوم کی حقیقت کو سمجھ کر آنکھ

کھول کر دیکھیں کہ وجودی فیض تمام کو یعنی تمام مخلوق کو بواسطہ حقیقت محمدی ہی پہونچا ہے اور پہونچتا ہے پس وہ بزرگ وگرامی ہستی ہی وجودی فیض پہونچانے کا باعث ہوئی۔

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوْبِيَّتِیْ

اگر تم نہ ہوتے اے پیغمبر میں اپنی ربوبیت کو ہرگز ظاہر نہ کرتا یعنی اگر تم نہ ہوتے تو میں ظاہر نہ کرتا اپنی خدائی کو۔

مکشوف الہامی کو جان (دل) کے کان سے ہر انسانی کلمہ کی صورت دلالت اس کے معنی پر موقوف ہے اس میں حروف کی ترکیب بھی ہے اور حروف بسیط ہیں اور ان کی آواز ومخارج کہ فی الحقیقت واحد ہی واحد ہیں مگر آواز ومخارج کے اعتبار سے متعدد معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں نفس ہی سے ظہور پاتے ہیں اور آواز مخارج کا موجد نفس ہی ہے اور ہر کلمہ اپنے ہونے میں نفس کا محتاج ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے وہ بڑی مثال ہے یعنی ثبوت وجود کے لئے اثری بڑی مثال ہے نفس رحمانی مانند انسانی کلمات عالم کا باطن ہے اور حقیقت محمدی مشابہ ہے آواز کے جو ہر کلمہ کے وجود کا باعث ہے اسی لئے حضور پرنور سرور کائناتؐ نے اول ما خلق اللّٰه نوری فرمایا یعنی سب سے پہلی چیز جو خلق کی گئی وہ میرا نور تھا اسی طرح آواز جب کہ لفظ پر دلالت کرے تو وہ آواز مرکب ہے حروف سے اسی طرح حقیقت محمدی بعد ظہور بسائط و مرکبات کے بصورت محمد ﷺ جلوہ گر ہوئی یعنی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ یعنی آج کے دن میں نے پورا کر دیا تم کو انجام خیر سے اور اس کی امت خطاب خیر الامم سے (امتوں میں اچھی امت) سرفراز فرمایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلعم کی دعوت عام تھی اور ان کے ظہور فرمانے کے بعد کسی کی دعوت کی ضرورت نہ رہی جس طرح وجودی فیض ان کے ظہور کے سبب عام ہوا ان کے معراج کے وسیلہ سے فیض علوی وسفلی بھی عام ہوا اور چونکہ حضور صلعم کی ذات بابرکات موجودات عالم کے ظہور کی باعث ہوئی رحمۃ اللعالمین (دونوں جہاں کی رحمت) کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی اور شفاعت عامہ ان کے لئے مختص ہوئی وہ بھی شروع سے آخر تک

نتیجہ محمد رسول اللہ اس مرتبہ میں یہ ہے کہ باوجود یہاں وحدہ لاشریک لہ کے عبدہ ورسولہ بھی ساتھ ہے یعنی اس کا ہی بندہ اور اس کا ہی رسول غیر کا شائبہ نہیں اور تعینات یعنی مخلوقات کے مستقلاً وجود کا اعتبار نہیں ہوسکتا پس ان کے یعنی مخلوقات کے وجود سے چشم پوشی کرتے ہوئے تمام میں واحد حقیقی کو ہی دیکھیں اور جانیں اور پھر اسی واحد سے تمام مراتب تعین یعنی فروعات حقیقت محمدی کو ملحوظ رکھیں تا کہ ایمان کامل نصیب ہووے۔

رباعی:

در منزل توحید کسے را راہ است　　　　کر منزلت ختم رسل آگاہ است
گنجینۂ لا الٰہ الا اللہ را　　　　فتاح محمدؐ رسول اللہ است

یعنی جس کسی کو توحید کی منزل میں راہ ملی ہے وہ ختم رسل کے مرتبہ سے آگاہ ہے۔
لا الٰہ الا کے خزانہ کے لئے محمدؐ رسول اللہ کی کنجی ہے ثمرہ اس توحید کا زوال قید تنزیہ وتشبیہ، وشہود ووحدت مطلعہ وانکشاف نسبت یگانگی وبیگانگی کا بغیر فرق واتحاد وبقائے عالم واتصال اول ساتھ آخر کے اور آخر ساتھ اول کے اور سریان جمیع مظاہر ومناظر باطن وظاہر میں ہے۔
شرک اس توحید کا بالکل خفی ترین ہے الشرک خفی عن دبیب النحل یہ شرک نحل کی آواز سے بھی زیادہ خفیف ہے۔ اشارہ اس سے یہ ہے کہ ہر تعین کی صورت میں حقیقت جانیں اس طرح دوسرے کے رنج کو اپنا رنج اور دوسرے کے نفع کو اپنا نفع جانیں

جو غیر کو آپ کر پہچانے　　　　وہ کیوں کر دشمنی دوانے

نشانی اس توحید کی یہ ہے کہ کسی مظہر کو حقیر نہ دیکھیں اور کسی ایک تعین کی صورت پر نظر کی اکتفا نہ کرے۔ پھول رنگینی ہوں یا بے رنگ سب کو پھول جانیں۔ دریائے عرفان ذات باری اتنا بے پایاں ہے کہ عارفین کامل بھی اس دریا کے شناور ہوتے ہوئے مانند مچھلیوں کے تشنہ لب ہی ہیں (مچھلی پانی میں رہ کر پانی کی پانی کی تلاش میں رہتی ہے اور پانی سے اوپر آ کر پانی

پیتی ہے) یعنی عاجز و درماندہ ہیں۔

دیدہ از دیدنش نہ گشتہ سیر ہم چناں کز فرات مستسقی

آنکھ اس کی دید سے کبھی سیر نہیں ہوسکتی جس طرح پیاسا بحرفرات سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

شربت الخر کا سابعد کاس فلم تغن الشراب ومارویت

آشامیدم مئی راجام درجام بس نہ آخر شد شراب نہ سیر شدم

پی میں نے شراب پیالے پیالے اور نہ شراب تمام ختم ہوتی اور نہ میں سیر ہوا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذَا لِعِرْفَانَ بِحُرْمَتِ مَنْ فَزَعَۃُ الْاَ کْوَانُ وَ ھُوَالْمُرَادُ مِنْ کُلِّ مَاکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الدُّھُوْرِ وَالْاَزْمَانِ حَامِداً وَّ مُصَلِّیاً یَااللّٰہ

ہمیں عرفان عطا فرما بطفیل اس ذات کے جو باعث ایجاد اکوان ہے اور درود و سلام ہو آپ پر ابدالآباد تک۔

ارشاد نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے قلوب میں دس باغ پیدا کئے چنانچہ وہ پہلا باغ توحید، دوسرا باغ علم، تیسرا باغ حلم، چوتھا باغ تواضع، پانچواں باغ سخاوت، چھٹا باغ توکل، ساتواں باغ قسمت، آٹھواں باغ سنت، نواں باغ خوف، دسواں باغ رجا۔

پس باغ کی شرط یہ ہے کہ جب صبح ہو تو اہل دل عقل مند کو چاہئے کہ اپنے باغ میں سے جہاں کانٹا یا کوڑا کرکٹ ہو پاک وصاف کردے کیونکہ عارف باللہ کے دل میں نہال اصلی، شوق وصلی، محبت الی اللہ اور اعمال حبۃ للہ کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہئے۔

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور

مجلس ٹرسٹیان

(1)	مولانا مولوی جناب سید شاہ انور حسینیؒ	صدر
(2)	جناب اے اے خطیب	مینجنگ ٹرسٹی
(3)	جناب محمد کمال الدین	خازن
(4)	ڈاکٹر سید لیاقت پیراں	ٹرسٹی
(5)	جناب خلیل مامون	ٹرسٹی
(6)	جناب عزیز اللہ بیگ	ٹرسٹی
(7)	جنابہ شائستہ یوسف صاحبہ	ٹرسٹی

اغراض ومقاصد

۱۔ اسلوب تصوف پر عوام میں چرچہ کرنا

۲۔ تصوف کی روایات اور تعلیمات کا بغرض باہمی اتحاد واتفاق و اخوت عوام کو بہرور کرنا

۳۔ اہل تصوف کے سوانح حیات اور ان کے اقوال پر کتب کا شائع کرنا۔

۴۔ صوفی مسلک پر سمینار اور تقاریر کا اہتمام کرنا۔

۵۔ جملہ اہل تصوف اور اسلوب تصوف سے منسلک اصحاب کا اجتماع بغرض عالمی برادرانہ اخوت کو منعقد کرنا

قیمت فی رسالہ	25 روپے
قیمت سالانہ	120 روپے